زینتِ بنتِ حوّا

بناؤ سنگھار کے شرعی احکام، جدید مسائل اور سائنسی حکمتیں

خصوصیاتِ کتاب

- خواتین کی آرائش وزیبائش سے متعلق قدیم وجدید مسائل کا حل۔
- فقہِ حنفی کے مستند ماخذ اور مکمل حوالہ جات سے مزین۔
- شرعی احکام کے ساتھ جدید طبی وسائنسی تحقیقات کا امتزاج۔
- امہات المؤمنین اور صحابیاتِ مطہرات کے طرزِ لباس کا تحقیقی تذکرہ۔



مؤلف

مفتی صابر محمود صاحب

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی، مدرس ورفیق دار الافتا جامعہ انوار العلوم، ملیر، کراچی

دار الکتب العلمیۃ

سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست عناوین

انتساب

منسوب ہے ان معصوم کلیوں کے نام۔۔۔

جن کے لیے ایک باپ کے پاس سب سے قیمتی اثاثہ "علم اور حیا" کی میراث ہے۔

میری پیاری بیٹیوں!

یہ کتاب تمہارے لیے میرا وہ علمی تحفہ ہے جو تمہیں بدلتے ہوئے زمانوں اور فیشن کے تقاضوں کے درمیان، فطرت کے اصل حسن اور شریعت کی پاکیزہ حدود سے روشناس رکھے گا۔

دعا ہے کہ ربِ ذوالجلال تمہیں حیا کا پیکر اور دارین کی سعادتوں کا مرکز بنائے۔

آمین!

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی أشرف الأنبیاء و المرسلین، و علی آلہ و صحبہ أجمعین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کائناتِ ہست و بود کو اپنی قدرتِ کاملہ سے اس درجہ حسین وجمیل بنایا ہے کہ ہر سو جمالِ الٰہی کی ضیا پاشیاں نظر آتی ہیں۔ اس بزمِ کائنات میں "عورت" وہ شاہکارِ تخلیق ہے جسے قدرت نے نہ صرف حسن و نزاکت سے نوازا بلکہ اسے سکونِ قلب اور عفت و حیا کا پیکر بنا کر انسانیت کے بقا کا ضامن بھی بنایا۔ اسلام، جو کہ دینِ فطرت ہے، اس نے عورت کی فطری خواہش یعنی "زیب و زینت" کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اسے شرعی حدود و قیود کے ساتھ ایک جمالیاتی رخ عطا کیا۔

زیرِ نظر کتاب "زینتِ بنتِ حوّا: بناؤ سنگھار کے شرعی احکام، جدید مسائل اور سائنسی حکمتیں" اسی جذبے کے تحت ترتیب دی گئی ہے کہ عصرِ حاضر کی مسلم خاتون جہاں جدیدیت کے طوفان میں اپنی شناخت کی تلاش میں ہے، وہاں اسے ایک ایسی جامع کتاب میسر آ سکے جو اسے افراط و تفریط سے نکال کر صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرے۔

کتاب کا خلاصہ اور مقصد:

اس تالیف میں کوشش کی گئی ہے کہ محض فقہی احکام پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ عورت کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔ کتاب کو پانچ بنیادی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

باب اول: اسلام میں عورت کا مقام اور زیب و زینت کی حقیقت۔

باب دوم: محاسنِ نسواں: قرآن و حدیث کی روشنی میں ان صفاتِ عالیہ کا ذکر، جو ایک عورت کو دنیا کی بہترین متاع اور آخرت میں جنت کی شہزادی بناتی ہیں۔

باب سوم: معائب و مفاسد: ان اخلاقی اور عملی کوتاہیوں کی نشاندہی، جو معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتی ہیں اور ایک مومنہ کے شایانِ شان نہیں۔

باب چہارم: زیب و زینت کی شرعی حدود: لباس، زیور، خوشبو اور آرائشِ جمال کے وہ تفصیلی احکام، جن پر عمل پیرا ہو کر ایک خاتون اللہ ﷻ کی رضا اور اپنے شوہر کی خوشنودی حاصل کر سکتی ہے۔

باب پنجم: عصری تقاضے اور فتنہ تبرج: جدید فیشن، غیر اسلامی مشابہت اور بے پردگی کے نقصانات کا علمی و تحقیقی جائزہ۔

یہ کتاب صرف چند صفحات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک ایسی مشعلِ راہ ہے جو مسلم خواتین کو ان کی اصل عظمت کی یاد دلاتی ہے۔ یہ قاری کو بتاتی ہے کہ اصل حسن چہرے کی تابانی میں نہیں بلکہ کردار کی بلندی اور شرم و حیا کی چادر میں پوشیدہ ہے۔

زیرِ نظر کتاب "زینتِ حوا" اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک علمی اور تحقیقی کوشش ہے۔ اس کتاب کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

جامعیت: اس میں بالوں، ناخنوں، چہرے، لباس اور زیورات سے متعلق قدیم فقہی احکام کے ساتھ ساتھ جدید ترین مسائل (مثلاً ہیئر ٹرانسپلانٹ، لیزر، اور ایکریلک ناخن) کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

شرعی استدلال: ہر مسئلے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کرنے کے ساتھ ساتھ فقہِ حنفی کے مستند مآخذ (مثلاً فتاویٰ شامی، عالمگیری، اور بدائع الصنائع وغیرہ) کے مکمل

حوالہ جات فراہم کیے گئے ہیں۔

سائنسی حکمتیں: اس کتاب کی ایک خاص انفرادیت یہ ہے کہ اس میں ہر شرعی حکم کے ساتھ اس کی جدید سائنسی اور طبی حکمت کو بھی بیان کیا گیا ہے، تاکہ قاری پر یہ واضح ہو سکے کہ اسلامی احکامات نہ صرف روح بلکہ انسانی جسم کی صحت و سلامتی کے بھی ضامن ہیں۔

اصلاحی اسلوب: کتاب کا اندازِ بیاں محض فتوٰی نویسی تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ایک مصلحانہ خیرخواہی اور حیا کی اہمیت کا احساس موجود ہے۔

میرا مقصد اس تالیف سے یہ ہے کہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اس غلط فہمی سے نکل سکیں کہ اسلام زینت کا مخالف ہے۔ اسلام زینت کا مخالف نہیں بلکہ "بے پردگی" اور "غیر فطری تبدیلی" کا مخالف ہے۔ یہ کتاب انہیں بتاتی ہے کہ وہ کس طرح اللہ کی دی ہوئی حدود میں رہ کر اپنے وقار اور حیا کو برقرار رکھتے ہوئے ایک آراستہ اور بابرکت زندگی گزار سکتی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس ادنیٰ سی کوشش کو قبول فرمائے اور اسے میری بیٹیوں اور خواتینِ اسلام کے لیے رشد و ہدایت اور میرے لیے زادِ آخرت بنائے۔ آمین۔

بندۂ عاجز

صابر محمود غفرلہ

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، ملیر کراچی

باب اول:

اسلام میں عورت کا مقام اور زیب وزینت کی حقیقت

تخلیقی حسن: (عورت: شاہکارِ قدرت)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائناتِ رنگ وبو کو تخلیق فرمایا تو اسے مختلف مظاہرِ حسن سے آراستہ کیا۔ کہیں پہاڑوں کی ہیبت ہے، کہیں دریاؤں کی روانی، کہیں پھولوں کی رعنائی ہے تو کہیں ستاروں کی ضیا پاشی، لیکن ان تمام اصنافِ تخلیق میں "انسان" وہ واحد ہستی ہے جسے خالقِ کائنات نے "أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" (بہترین ساخت) کا لقب عطا کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ"۔[1]

"بیشک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا"۔

عورت: کائنات کا جمالیاتی مرکز

انسانیت کے اس مجموعی حسن میں "عورت" کی تخلیق ایک ایسا خاص پہلو ہے جسے صنفِ نازک کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں ایسی کشش، نزاکت اور جمال رکھا ہے جو اسے کائنات کی تمام مخلوقات میں ممتاز کرتا ہے۔ اگر مرد کو قوت وجلال کا مظہر بنایا گیا ہے، تو عورت کو شفقت، لطافت اور جمال کا پیکر بنایا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ دنیا کچھ وقت تک کیلئے فائدہ اٹھانے کی چیز (متاع) ہے اور اس میں سب سے بہترین اور قیمتی متاع ایک نیک عورت ہے:

---

[1] -سورۃ التین:4۔

"الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ"۔[1]

"دنیا (برتنے کی) پونجی ہے، اور دنیا کی بہترین پونجی نیک عورت ہے"۔

تخلیقِ حوا اور مقصدِ تسکین

عورت کے تخلیقی حسن کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اسے مرد کے لیے باعثِ سکون بنایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق اس بات کی علامت ہے کہ عورت مرد کی زندگی کا ایک لازمی جزو ہے، جو اس کے ادھورے پن کو حسن اور سکون سے مکمل کرتی ہے۔ قرآنِ کریم نے اس مقصدِ تخلیق کو یوں بیان فرمایا:

﴿وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا﴾۔[2]

"اور اسی (ایک جان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی جنس) سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کر سکے"۔

فطری کشش اور زیبائش کا حق

خالقِ فطرت نے عورت کی جبلت میں خوبصورتی کی تڑپ اور آراستگی کا مادہ رکھا ہے۔ وہ زیورات اور لباس کی دلدادہ پیدا کی گئی ہے۔ اسلام نے اس فطری حسن کو دبایا نہیں بلکہ اسے ایک تقدس عطا کیا۔ عورت کی آواز کی نرمی، اس کے حلیے کی نفاست اور اس کی مامتا کی حلاوت، یہ سب اس کے "تخلیقی حسن" کے مختلف روپ ہیں۔

---

[1] - صحیح مسلم 1467۔

[2] - الاعراف: 189۔

نسوانیت اور "قواریر" (آبگینے) کی لطافت

عورت کے تخلیقی حسن کا ایک منفرد پہلو اس کی "نزاکت" ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی اس فطری نزاکت کو ایک نہایت لطیف استعارے سے واضح فرمایا۔ ایک سفر کے دوران جب اونٹ تیز چلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدی خواں (اونٹ ہانکنے والے) سے فرمایا:

"وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ، رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيرِ"۔[1]

"اے انجشہ! تم پر افسوس ہو، ذرا نرمی اختیار کرو، تم شیشوں (آبگینوں) کو لے کر جا رہے ہو"۔

اس حدیثِ مبارکہ میں عورتوں کو "قواریر" (شیشے کے نازک برتن) سے تشبیہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ قدرت نے ان کی ساخت میں وہ لطافت رکھی ہے جو ذرا سی بے احتیاطی سے متاثر ہو سکتی ہے۔ یہ اصطلاح جہاں ان کے جسمانی حسن و نزاکت پر دلالت کرتی ہے، وہیں ان کے جذبات اور احساسات کی شفافیت کو بھی بیان کرتی ہے۔

پہلو کی پسلی: ایک جمالیاتی حکمت

عورت کی تخلیق کا مادہ (پسلی) جہاں اس کی مرد سے قربت کو ظاہر کرتا ہے، وہیں اس میں ایک گہری جمالیاتی حکمت بھی پوشیدہ ہے۔ پسلی اپنی ساخت میں "خم دار" (ٹیڑھی) ہوتی ہے، اور یہی خم اس کی اصل طاقت اور حسن ہے۔ اگر پسلی کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح عورت کے مزاج اور اس کی فطری ساخت میں جو لوچ اور نزاکت رکھی گئی ہے، وہی اس کے حسن کا خاصہ ہے۔ اسے مردانہ سختی کے

[1] - صحیح بخاری 6149

سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا اس کے فطری جمال کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

صفتِ جمال کا پرتو

اللہ تعالیٰ خود "جمیل" ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ عورت کا وجود صفتِ جمال کا وہ مظہر ہے جس کے ذریعے انسانی نسل میں رحمت، شفقت اور محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ عورت کے تخلیقی حسن کا اصل مقصد صرف ظاہری نمائش نہیں، بلکہ ایک ایسی شخصیت کی تعمیر ہے جو اپنے گھرانے کے لیے سکون کا گہوارہ بنے۔ اس کے وجود کی نرمی دراصل معاشرے کی تلخیوں کا مداوا ہے۔

عورت اور "زینت" کا فطری تعلق

قرآنِ کریم نے عورت کی فطرت کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾[1]

"کیا وہ (ہستی اللہ کے لیے قرار دی جائے گی) جس کی پرورش ہی زیور اور آرائش میں ہوتی ہے..."

یہ آیت اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ "زیب و زینت" عورت کے خمیر میں شامل ہے۔ بچپن ہی سے رنگوں، زیورات اور عمدہ پوشاک کی طرف راغب ہونا اس کی نسوانیت کا تقاضا ہے۔ اسلام نے اس میلان کو دبانے کے بجائے اسے ایک "تقدس" بخشا اور اسے شوہر کے لیے باعثِ اجر و ثواب قرار دیا۔ یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ اللہ نے عورت کو جس حسن کے ساتھ پیدا کیا ہے، اسے نکھارنے کا حق بھی اسے عطا کیا ہے۔

---

[1] -الزخرف:18۔

تخلیقی حسن کی حفاظت: حیا کا حصار

عورت کا یہ تخلیقی حسن ایک قیمتی گوہر کی مانند ہے، اور ہر قیمتی چیز حفاظت کی محتاج ہوتی ہے۔ جس طرح قدرت نے موتی کو سیپ کے اندر اور پھول کو کانٹوں کی باڑ میں محفوظ رکھا ہے، اسی طرح عورت کے جمال کو "حیا" اور "پردے" کے حصار میں محفوظ کیا ہے۔ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ عورت کا اصل کمال یہ نہیں کہ اس کا حسن سرِ بازار رسوا ہو، بلکہ اس کا حسن وہ امانت ہے جو صرف ان رشتوں کے لیے ہے جنہیں اللہ نے اس کا محرم بنایا ہے۔

خلاصہ یہ کہ

عورت کا تخلیقی حسن محض جسمانی خدوخال کا نام نہیں، بلکہ یہ حیا، نزاکت، شفقت اور پاکیزگی کا ایک ایسا حسین امتزاج ہے جو کائنات کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ جب ایک عورت اپنے اس مقامِ تخلیق کو پہچان لیتی ہے، تو وہ اپنی زینت کو اللہ کی مرضی کے تابع کر کے "متاعِ صالحہ" کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو جاتی ہے۔

زیب و زینت ایک فطری اور جبلی تقاضا

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جمالیاتی مرکز اور کائنات کا حسن بنایا ہے، تو یہ امر بھی نہایت واضح ہے کہ جس ہستی کو حسن عطا کیا گیا ہو، اس کے اندر اس حسن کی حفاظت اور اس کے اظہار کا داعیہ بھی رکھا گیا ہو۔ زیب و زینت کی تمنا عورت کے لیے محض ایک خارجی شوق نہیں، بلکہ یہ اس کی جبلت (Instinct) اور فطرت کا وہ تقاضا ہے جو اس کے خمیر میں پیدائشی طور پر رکھ دیا گیا ہے۔

1۔ قرآنِ کریم سے استدلال: حلیہ اور آرائش کا میلان

قرآنِ مجید نے عورت کی فطرت کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے "زیور اور آرائش

میں پروان چڑھنے والی" قرار دیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَ مَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَۃِ وَ ہُوَ فِی الۡخِصَامِ غَیۡرُ مُبِیۡنٍ﴾۔[1]

"کیا وہ (ہستی اللہ کے لیے قرار دی جائے گی) جس کی پرورش ہی زیور اور آرائش میں ہوتی ہے۔۔"

اس آیتِ کریمہ میں "مَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَۃِ" کے الفاظ نہایت غور طلب ہیں۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت کی پرورش، اس کا اٹھنا بیٹھنا اور اس کی زندگی کا حسن زیور اور آرائش سے وابستہ ہے۔مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ بننا سنورنا عورت کی فطری ضرورت ہے، اور اسلام اس فطری ضرورت کا نہ صرف اعتراف کرتا ہے بلکہ اس کی رعایت بھی رکھتا ہے۔

2۔احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جبلی تقاضے کی رعایت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے اس فطری جذبے کی ہمیشہ قدر فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے احکامات جاری فرمائے جو مردوں اور عورتوں کے درمیان آرائش کے فرق کو واضح کرتے ہیں:

❁ **خضاب اور مہندی کا استعمال:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرویات میں آتا ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط دینا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ دیکھ کر فرمایا: "مجھے نہیں معلوم کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟" اس عورت نے عرض کیا: "یہ عورت کا ہاتھ ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم عورت ہوتیں تو اپنے ناخنوں کو مہندی سے رنگتیں"۔[2]

---

[1] -سورۃ الزخرف:18۔

[2] -سنن ابو داؤد 4166۔

حکمت: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اپنے ہاتھوں اور وجود کو مزین رکھنا اس کی شناخت اور نسوانیت کا فطری تقاضا ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترغیب دی۔

❁ **سونے اور ریشم کی اباحت:** مرد پر سونا اور ریشم حرام کیا گیا، لیکن عورت کے لیے اسے حلال رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے میں ریشم لے کر فرمایا:

"یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہیں"۔[1]

یہ اس لیے ہے کہ سونا اور ریشم زیب و زینت کے اعلیٰ ذرائع ہیں اور عورت کی جبلت ان کے بغیر ادھوری ہے۔

3۔ نفسیاتی پہلو: سکونِ قلب کا ذریعہ:

نفسیاتی طور پر زیب و زینت عورت کے لیے خود اعتمادی اور داخلی خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ ایک عورت جب شرعی حدود میں رہ کر خود کو سنوارتی ہے تو یہ اس کے مزاج میں لطافت پیدا کرتا ہے، جو بالآخر ایک خوشگوار گھریلو ماحول کی بنیاد بنتا ہے۔ اسلام نے اس جبلی تقاضے کو "شوہر کی خوشنودی" کے پاکیزہ مقصد سے جوڑ کر اسے عبادت بنا دیا ہے۔

4۔ افراط و تفریط سے بچاؤ:

اگرچہ زینت عورت کی جبلت ہے، لیکن اسلام نے اسے بے لگام نہیں چھوڑا۔ جہاں اسے "فطری تقاضا" تسلیم کیا، وہاں اسے "شرعی حدود" کا پابند بھی بنایا تاکہ یہ زینت فتنہ نہ بنے۔ ایک مومنہ عورت اپنی جبلت کی تسکین اس طرح کرتی ہے کہ اس کا مقصد اللہ کی دی ہوئی نعمت کا اظہار اور اپنے گھر کی آبادی ہو، نہ کہ نامحرموں کو اپنی طرف مائل کرنا۔

---

[1] - سنن نسائی 5144۔

فطری تقاضا

حیوانات اور پرندوں سے استدلال (فطرتِ کائنات)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر مادہ (Female) میں ایک خاص قسم کی کشش اور نزاکت رکھی ہے۔ اگر ہم کائنات کے دیگر مظاہر پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ "جمال" کی طرف میلان ہر جگہ موجود ہے۔ انسانی سطح پر یہ میلان عورت کے اندر "زیبائش" کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ عورت کا بننا سنورنا اس کی شخصیت کا نقص نہیں بلکہ اس کی نسوانیت کا کمال ہے، جسے اسلام نے "صنفِ نازک" کے وقار کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

عورت کا "پیکرِ زینت" ہونا اور بچوں کی نفسیات

ایک دلچسپ نکتہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی اکائی میں سکون کا مرکز بنایا ہے۔ بچوں کی تربیت اور ان کی نفسیاتی نشوونما میں ماں کا ہشاش بشاش اور خوش لباس ہونا ایک مثبت اثر ڈالتا ہے۔ جب ایک ماں شرعی حدود میں رہ کر خود کو صاف ستھرا اور آراستہ رکھتی ہے، تو یہ گھر کے ماحول میں "جمالیاتی ذوق" (Aesthetic Sense) پیدا کرتا ہے۔ یہ نکتہ ثابت کرتا ہے کہ عورت کی زینت صرف اس کی اپنی ذات تک محدود نہیں، بلکہ پورے گھرانے کی شادابی کا ذریعہ ہے۔

"تبدیلِ خلق" اور "زینت" میں فرق

یہاں ایک اہم باریک نکتہ شامل کرنا بہت ضروری ہے جو قارئین کے لیے چشم کشا ہوگا:

- **تبدیلِ خلق (ممنوع):** اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلنا (جیسے ابرو اکھاڑنا یا جسم گودنا) فطرت کے خلاف ہے، اس لیے اسلام نے اسے ناپسند کیا۔
- **زینت (مستحسن):** اصل ساخت کو برقرار رکھتے ہوئے اسے رنگوں، لباس اور

زیور سے نکھارنا فطرت کا تقاضا ہے، اس لیے اسلام نے اسے پسند کیا۔

❁ **نکتہ:** اسلام فطرت کو "بدلنے" سے روکتا ہے لیکن فطرت کو "نکھارنے" کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

زینت کا نفسیاتی علاج (Psychological Aspect)

جدید نفسیات بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ مناسب آرائش و زیبائش عورت کے ذہنی دباؤ (Stress) کو کم کرنے اور اسے داخلی طور پر مطمئن رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے چودہ سو سال پہلے ہی عورت کو "خضاب" (مہندی) اور "حلیہ" درست رکھنے کی تاکید کر کے اس کی اس نفسیاتی ضرورت کا خیال رکھا ہے۔

صحابیات کی زندگی سے ایک خوبصورت مثال:

صحابیات رضوان اللہ علیہن اجمعین بھی زیب و زینت کا اہتمام فرماتی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ خواتین کو ریشم اور سونے کے زیورات کے استعمال کی ترغیب دیتی تھیں تاکہ وہ اپنے شوہروں کے لیے پرکشش رہیں۔[1]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ "زینت" تقویٰ کے خلاف نہیں بلکہ اگر نیت درست ہو تو تقویٰ کا حصہ ہے۔

مقصدِ زیبائش: اسلامی نقطہ نظر اور ترجیحات:

اسلام چونکہ دینِ اعتدال ہے، اس لیے اس نے جہاں زیب و زینت کو عورت کا "فطری تقاضا" تسلیم کیا، وہاں اس کے لیے کچھ بلند مقاصد اور اہداف بھی متعین فرمائے۔ اسلام میں بننا سنورنا محض ایک لایعنی فعل یا نمائش کا ذریعہ نہیں، بلکہ یہ ایک بامقصد عمل ہے

---

[1] -مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، باب فی المرأۃ تتزین لزوجها۔

جو اگر صحیح نیت سے کیا جائے تو "عبادت" بن جاتا ہے۔

1۔ زوجین کے تعلقات میں خوشگواری (اعلیٰ ترین مقصد)

اسلام میں عورت کی زیب و زینت کا اولین اور بنیادی مرکز اس کا گھر اور اس کا شوہر ہے۔ شریعت چاہتی ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ محبت اور کشش پر قائم رہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ جو اپنے شوہر کو خوش کر دے جب وہ اسے دیکھے"۔[1]

❁ **نکتہ:** یہاں "دیکھ کر خوش کر دینے" کا تعلق براہِ راست عورت کی خوش اخلاقی اور اس کی ظاہری نفاست و زیبائش سے ہے۔

2۔ نعمتِ الٰہی کا اظہار (شکر گزاری)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو جمال اور مال عطا کیا ہے، اسے سلیقے سے استعمال کرنا اللہ کی نعمت کا اعتراف ہے۔

❁ **ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** "اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے"۔[2]

❁ **نکتہ:** ایک مومنہ جب پاکیزہ لباس اور عمدہ حلیہ اختیار کرتی ہے تو وہ دراصل اللہ کی صفتِ جمال کا شکر یہ ادا کر رہی ہوتی ہے، بشرطیکہ اس میں تکبر شامل نہ ہو۔

3۔ عفت و عصمت کی حفاظت:

جب عورت گھر کے اندر بن سنور کر رہتی ہے، تو یہ عمل شوہر کی نظروں کو باہر بھٹکنے سے بچاتا ہے۔ اس طرح عورت کی زیبائش پورے معاشرے کو بے راہ روی سے بچانے کا ایک

---

[1] -نسائی 3231۔

[2] -ترمذی 2819۔

خاموش لیکن طاقتور ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہ زیبائش "حیا کے قلعے" کو مزید مضبوط کرتی ہے۔

4۔ نفسیاتی تندرستی اور داخلی مسرت

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، نفاست اور زیبائش عورت کے اپنے مزاج میں نرمی اور خوشی پیدا کرتی ہے۔ ایک مطمئن اور خوش لباس خاتون بہتر طریقے سے اولاد کی تربیت اور گھر کی ذمہ داریاں سنبھال سکتی ہے۔ اسلام مردہ دلی اور میلے کچیلے رہنے کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ یہ افسردگی پیدا کرتا ہے۔

5۔ مرد اور عورت میں امتیاز:

زیب و زینت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مرد اور عورت کی وضع قطع میں واضح فرق رہے۔ ریشم، سونا اور مہندی وغیرہ کے ذریعے عورت کو مردوں سے ممتاز کیا گیا ہے تاکہ معاشرے میں صنفِ مخالف کی مشابہت کا فتنہ پیدا نہ ہو۔

زینت اور حیا: ایک ناگزیر رشتہ

اسلام نے جہاں عورت کی جبلت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے زیب و زینت کی اجازت دی، وہیں اسے "حیا" کے حصار میں محفوظ بھی کیا۔ حیا وہ جوہر ہے جو زیب و زینت کو "فتنہ" بننے سے روکتا ہے اور اسے "وقار" میں بدل دیتا ہے۔ اگر زیب و زینت پھول ہے تو حیا اس کی وہ خوشبو ہے جو اس کے حسن کو معتبر بناتی ہے۔

1۔ حیا: ایمان کا لازمی حصہ

عورت کی سب سے بڑی صفت اور اس کا اصل زیور اس کی حیا ہے۔

❁ **ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** "حیا ایمان کا ایک (اہم) شعبہ ہے"۔[1]

---

[1] - مسلم 153۔

❁ **نکتہ:** ایک مومنہ جب بنتی سنورتی ہے تو وہ یہ کبھی نہیں بھولتی کہ اس کا اصل حسن وہ پردہ اور حیا ہے جو اللہ تعالی نے اس پر فرض کیا ہے۔ وہ اپنی زینت کو اللہ کی نافرمانی کا ذریعہ نہیں بننے دیتی۔

2۔ نمائش (تبرج) کی ممانعت

اسلام نے "**زینت**" کی اجازت دی ہے لیکن "**اظہارِ زینت**" (نمائش) کے لیے حدود مقرر کی ہیں۔ قرآنِ کریم میں جاہلیتِ اولیٰ کی طرح بن سنور کر نکلنے سے منع فرمایا گیا ہے: "**وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى**"۔[1] "اور قدیم جاہلیت کے طریقے پر اپنی نمائش نہ کرتی پھرو"۔

❁ **حکمت:** یہ حکم عورت کی تحقیر کے لیے نہیں، بلکہ اس کی حفاظت کے لیے ہے تاکہ اس کا قیمتی حسن ہر ایرے غیرے کی نظروں کا شکار نہ ہو۔

3۔ زینتِ ظاہری اور زینتِ باطنی کا توازن:

عورت کی زینت صرف لباس اور زیور تک محدود نہیں، بلکہ اس کا اخلاق، اس کی گفتگو کی شائستگی اور اس کی پاکیزہ نگاہ اس کی اصل زینت ہے۔

❁ **اصول:** جو زینت حیا کے منافی ہو، وہ اسلام میں ناپسندیدہ ہے (مثلاً ایسا باریک لباس پہننا جس سے جسم نمایاں ہو)۔ حیادار زینت وہ ہے جو عورت کے وقار میں اضافہ کرے۔

4۔ حیا کا حصار: سیپ میں موتی کی مانند:

عورت کا وجود ایک قیمتی موتی کی طرح ہے۔ جس طرح موتی کی چمک دمک سیپ

---

[1] -سورۃ الاحزاب: 33۔

کے اندر محفوظ رہتی ہے، اسی طرح عورت کی زینت پردے اور حیا کے غلاف میں ہی اپنی اصل قدر و قیمت برقرار رکھتی ہے۔ جب یہ زینت حیا کے حصار سے باہر نکلتی ہے تو اپنی قیمت کھو دیتی ہے۔

خلاصہِ باب اول:

اس پہلے باب کے اختتام پر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

1- عورت اللہ کا شاہکار اور کائنات کا تخلیقی حسن ہے۔

2- زیب و زینت اس کا فطری اور جبلی حق ہے۔

3- اس حق کے استعمال کا اصل مقصد شوہر کی خوشنودی اور گھر کا سکون ہے۔

4- حیا وہ ضابطہ ہے جو اس زینت کو تقدس عطا کرتا ہے۔

باب دوم:

خوشبوئے سیرت: مثالی عورت کے اوصافِ حمیدہ

اس باب میں ہم ان اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ کریں گے جو کسی بھی معاشرے کی فلاح اور گھرانے کے سکون کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک مثالی عورت کی درج ذیل اوصاف حمیدہ ہونی چاہئیں:

پہلی صفت: ایمان اور تقویٰ (روحانی خوبصورتی)

جس طرح جسم کی خوبصورتی کے لیے عمدہ لباس اور زیور ضروری ہے، اسی طرح روح کی خوبصورتی کے لیے "ایمان اور تقویٰ" ناگزیر ہے۔ ایک مومنہ عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا دل اللہ ﷻ کی محبت اور اس کے خوف سے معمور ہو۔ تقویٰ وہ باطنی نور ہے جو عورت کے چہرے پر وہ ملاحت اور وقار پیدا کرتا ہے جو دنیا کے مہنگے ترین میک اپ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔

1۔ اللہ کی رضا کو ترجیح دینا:

ایک مثالی عورت کی پہلی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر معاملے میں، خواہ وہ زیب وزینت ہو یا گھریلو معاملات، اللہ ﷻ کی رضا کو سامنے رکھتی ہے۔ وہ فیشن کے ان تقاضوں کو پاؤں تلے روند دیتی ہے جو اسے اس کے رب کی نافرمانی کی طرف لے جائیں۔

❁ قرآنی اشارہ: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ "اور اللہ ﷻ کے نزدیک تم

میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"۔[1]

2۔حلاوتِ ایمانی اور عبادات کا شغف:

ایمان والی عورت صرف نام کی مسلمان نہیں ہوتی، بلکہ وہ نمازوں کا اہتمام کرنے والی، روزہ رکھنے والی اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے والی ہوتی ہے۔اس کی زبان غیبت اور فضول گوئی کے بجائے تسبیح و استغفار سے تر رہتی ہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** "جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ"۔[2]

3۔تقویٰ: ایک مضبوط ڈھال:

تقویٰ عورت کو تنہائی میں بھی گناہوں سے بچاتا ہے۔جب ایک عورت متقی ہوتی ہے، تو وہ اپنے گھر کی امانتوں، شوہر کے مال اور اپنی عزت کی حفاظت محض اس لیے کرتی ہے کہ اسے اپنے رب کو جواب دینا ہے۔یہی وہ صفت ہے جو اسے "متاعِ صالحہ" (بہترین پونجی) کے درجے پر فائز کرتی ہے۔

دوسری صفت: نیکی اور صالحیت (کردار کی بلندی)

نیک ہونا صرف عبادات تک محدود نہیں، بلکہ اس کا تعلق عورت کے پورے طرزِ زندگی سے ہے۔

---

[1] -الحجرات:13۔

[2] ۔مسند احمد 1661۔

1۔ "صالحہ" کا مفہوم:

حدیث میں نیک عورت کو دنیا کی بہترین متاع کہا گیا ہے۔ صالحہ عورت وہ ہے جس کے وجود سے خیر پھیلے، جو دوسروں کے لیے ہمدردی کا جذبہ رکھے اور جس کا کردار معاشرے کے لیے ایک مثال ہو۔

2۔ اطاعتِ الٰہی میں استقامت:

نیک عورت کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ مشکل حالات میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑتی اور اللہ جل جلالہ کی تقدیر پر شاکر رہتی ہے۔ وہ اپنے گھر کو جنت بنانے کے لیے اپنی انا کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتی۔

اس حصے کے لیے خاص نکتہ

ایک متقی اور نیک عورت کی زیب و زینت اس کے اخلاق سے جھلکتی ہے۔ جب وہ بات کرتی ہے تو اس کے لہجے میں حیا ہوتی ہے، اور جب وہ خاموش ہوتی ہے تو اس کے چہرے پر تقویٰ کا نور ہوتا ہے۔

تیسری صفت: خوش اخلاقی اور نرم خوئی (زبان کا سنگھار)

جس طرح چہرے کی زیبائش کے لیے بہترین پاؤڈر استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح عورت کی شخصیت اور زبان کا اصل سنگھار "خوش اخلاقی" ہے۔ ایک خوبصورت چہرہ اگر تلخ زبان رکھتا ہو تو وہ اپنی کشش کھو دیتا ہے، لیکن ایک با اخلاق عورت اپنی نرم گفتگو سے اجنبی عورتوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔

1۔ گفتگو میں نزاکت اور شائستگی:

اسلام نے عورت کو ہدایت دی ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں وقار اور شائستگی برقرار

رکھے۔قرآنِ کریم نے خاص طور پر "قولِ معروف" (بھلی بات) کا حکم دیا ہے۔

۞ **نکتہ:** ایک مومنہ کی پہچان یہ ہے کہ اس کی زبان سے کبھی سخت، فحش یا طنزیہ جملے نہیں نکلتے۔ وہ اپنے ماتحتوں، بچوں اور بڑوں سے بات کرتے ہوئے نرمی کا پہلو اختیار کرتی ہے۔

2۔غصہ پر قابو اور عفو و درگزر:

عورت گھر کی ملکہ ہوتی ہے، اور ایک ملکہ کا سب سے بڑا وصف "درگزر" کرنا ہے۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر چیخنا چلانا یا طعنے دینا عورت کے وقار کو مجروح کرتا ہے۔

۞ **ارشادِ نبوی ﷺ:** "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو"۔[1]

۞ **ثمرہ:** خوش اخلاق عورت اپنے گھر کے ماحول کو تناؤ سے پاک رکھتی ہے، جو اس کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

3۔حیادار مسکراہٹ:

تبسم (مسکراہٹ) بھی ایک صدقہ ہے اور عورت کی شخصیت کا حسن بھی۔لیکن ایک نیک عورت کی مسکراہٹ میں حیا اور متانت ہوتی ہے، جو اسے بے جا قہقہوں اور سبکی سے بچاتی ہے۔

چوتھی صفت: شوہر کی اطاعت اور وفاداری (گھر کا سکون)

اسلام نے خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے مرد کو گھر کا سربراہ (قوام) بنایا ہے، اور عورت کی بہترین صفات میں سے یہ صفت رکھی ہے کہ وہ اپنے گھر کے نظم و ضبط کو برقرار

---

[1] -بخاری 3559۔

رکھنے کے لیے شوہر کی اطاعت کرے۔ یہ اطاعت غلامی نہیں بلکہ محبت، احترام اور گھر کی تعمیر کا ایک مقدس عہد ہے۔

1۔قرآنِ کریم کی روشنی میں اطاعت کا حکم:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نیک عورتوں کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ فرمانبردار ہوتی ہیں:

﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللهُ﴾۔[1]

”پس نیک عورتیں وہ ہیں جو (اللہ اور شوہر کی) فرمانبردار ہوتی ہیں، اور مردوں کے پیچھے اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اپنی عزت اور شوہر کے مال اور دیگر حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں“۔

2۔فرمانِ نبوی ﷺ: جنت کی ضمانت:

احادیثِ مبارکہ میں شوہر کی اطاعت گزاری کو عورت کے لیے جنت کے حصول کا آسان ترین ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

”إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ“۔[2]

”جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، تو اس سے کہا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ“۔

3۔وفاداری اور امانت داری:

نیک عورت کی صفت یہ ہے کہ وہ شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی عزت، اولاد

---

[1] -سورۃ النساء:34۔

[2] -مسند احمد:1661، صحیح ابن حبان:4163۔

اوراس کے مال کی حفاظت کرتی ہے۔ وہ اپنے گھر کے رازوں کو باہر فاش نہیں کرتی اور شوہر کی امانتوں میں خیانت نہیں کرتی۔

4۔شکرگزاری (ناشکری سے اجتناب)

عورت کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ شوہر کی کوششوں کی قدر کرے اور اس کی فراہم کردہ سہولیات پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو کثرت سے صدقہ کرنے کا حکم دیا[1]، تاکہ وہ ناشکری جیسی بیماری سے بچ سکیں۔

پانچویں صفت: حیا اور عفت (عصمت کا زیور)

عورت کی تمام خوبیوں کا مرکز "حیا" ہے۔ اگر حیا ہے تو تمام صفات معتبر ہیں، اور اگر حیا چلی جائے تو ظاہری خوبصورتی بھی بے معنی ہو جاتی ہے۔

1۔حیا ایمان کی علامت:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ"۔[2]

"حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے"۔

2۔نگاہوں کی حفاظت:

ایک نیک خاتون اپنی نگاہوں کو نامحرم مردوں سے بچا کر رکھتی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾۔[3]

---

[1]-ابو داود 4679۔

[2]-ترمذی: 2009۔

[3]-سورۃ النور: 31۔

"اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔

چھٹی صفت: صبر و شکر (داخلی اطمینان کا ذریعہ)

انسانی زندگی نشیب و فراز کا مجموعہ ہے۔ ایک نیک خاتون کی پہچان یہ ہے کہ وہ نامساعد حالات میں "صبر" کا دامن نہیں چھوڑتی اور آسودگی میں "شکر" کی روش اختیار کرتی ہے۔ یہ دو صفات عورت کی شخصیت میں وہ ٹھہراؤ اور وقار پیدا کرتی ہیں جو اسے ہر حال میں بامراد بناتا ہے۔

1۔ صبر کی فضیلت اور قرآنی حکم:

اللہ جلّ جلالہ نے صبر کرنے والوں کو اپنی معیت (ساتھ) کی خوشخبری دی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴾۔[1]

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

2۔ شکر گزاری اور نعمتوں میں اضافہ:

ایک صالحہ عورت اپنے شوہر کی تھوڑی کمائی پر بھی شاکر رہتی ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾۔[2]

---

[1] -سورۃ البقرہ: 153۔

[2] -سورۃ ابراھیم: 7۔

"اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور مزید (نعمتیں) دوں گا"۔

3۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مومن کا عجیب معاملہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر و شکر کے حسین امتزاج کو مومن کی کامیابی قرار دیا:

" عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ... إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ "۔[1]

"مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں خیر ہے... اگر اسے خوشی پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے"۔

ساتویں صفت: اولاد کی بہترین تربیت (نسلوں کی امین)

عورت کا ایک بڑا منصب "ماں" ہونا ہے۔ وہ صرف ایک فرد کی تربیت نہیں کرتی بلکہ ایک پوری نسل کی معمار ہوتی ہے۔ اس کی گود بچے کا پہلا مدرسہ ہے، جہاں سے وہ دین اور دنیا کے اسباق سیکھتا ہے۔

1۔ ذمہ داری کا احساس:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو اس کے گھر اور اولاد کا نگران قرار دیا ہے:

"وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا "۔[2]

"اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت (اولاد و امورِ خانہ) کے بارے میں سوال ہوگا"۔

---

[1] -صحیح مسلم: 2999۔

[2] -صحیح بخاری: 893۔

2۔بہترین تحفہ:حسنِ ادب

اولاد کو مال و دولت سے زیادہ اچھے اخلاق دینا ماں کی سب سے بڑی صفت ہے:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ "۔[1]

"کسی باپ (یا ماں) نے اپنی اولاد کو اچھے ادب (تربیت) سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا"۔

3۔نیک اولاد: صدقہ جاریہ:

ایک نیک خاتون اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کرتی ہے کہ وہ اس کے لیے آخرت میں بلندیِ درجات کا ذریعہ بنیں:

"إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ... أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ"۔[2]

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے...(ان میں سے ایک) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے"۔

آٹھویں صفت: سخاوت اور ہمدردی (جذبہِ ایثار)

ایک نیک خاتون کا دل دوسروں کے لیے نرم ہوتا ہے۔ وہ صرف اپنے ذات اور گھر تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اللہ ﷻ کی دی ہوئی نعمتوں میں دوسروں کو بھی شریک کرتی ہے۔ سخاوت عورت کے اخلاق کا وہ جوہر ہے جو اسے معاشرے میں ہر دلعزیز بنا دیتا ہے۔

1۔صدقہ و خیرات کی ترغیب

نبی کریم ﷺ نے خاص طور پر خواتین کو کثرت سے صدقہ کرنے کی تلقین فرمائی

---

[1] -ترمذی:1952۔

[2] -صحیح مسلم:1631۔

ہے تاکہ ان کے مال اور جان میں برکت ہو۔

"يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ"۔[1] "اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو"۔

2۔ ایثار اور قربانی:

نیک عورت کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتی ہے۔ قرآنِ کریم میں ایسے ہی نفوس کی تعریف کی گئی ہے:

"وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"۔[2]

"اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ان پر تنگی ہو"۔

نویں صفت: سادگی اور قناعت (حرص و ہوس سے دوری)

زیب وزینت کی اجازت کا مطلب یہ نہیں کہ عورت فضول خرچی اور حرص کا شکار ہو جائے۔ "قناعت" وہ دولت ہے جو عورت کو ذہنی سکون عطا کرتی ہے اور اسے شوہر پر ناجائز مطالبات کا بوجھ ڈالنے سے بچاتی ہے۔

1۔ فضول خرچی کی مذمت

اسلام نے زیبائش میں اسراف (فضول خرچی) سے منع فرمایا ہے:

"وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ"۔[3]

"اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک وہ (اللہ) فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

2۔ قناعت کی برکت:

جو عورت اللہ جل جلالہ کی دی ہوئی تقسیم پر راضی رہتی ہے، اللہ اس کے گھر میں برکت

---

[1] -صحیح بخاری:1462۔

[2] -سورۃالحشر:9۔

[3] -اعراف 31۔

پیدا کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ"۔[1]

"وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا، اسے ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے اسے جو کچھ دیا اس پر قناعت عطا فرمائی"۔

دسویں صفت: شرم وحیا اور پاکیزہ نگاہ (عصمت کی ڈھال)

اگرچہ حیا کا ذکر پہلے آچکا ہے، لیکن "پاکیزہ نگاہ" اور "اپنی حفاظت" کو ایک مستقل صفت کے طور پر ذکر کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ ایک عورت کا سب سے بڑا دفاعی قلعہ ہے۔

1۔ نگاہوں کی حفاظت:

ایک صالحہ عورت اپنی نظروں کو آوارہ نہیں ہونے دیتی۔ قرآنِ پاک میں حکم ہے: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾۔[2]

"اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں"۔

2۔ نامحرم سے دوری:

وہ اپنی زینت اور گفتگو کو نامحرموں کے لیے کشش کا ذریعہ نہیں بننے دیتی۔ یہی وہ صفت ہے جو اسے "مستور" (حفاظت کی ہوئی) بناتی ہے۔

گیارہویں صفت: عبادات کا اہتمام (روحانی بالیدگی)

ایک نیک خاتون کی پہچان صرف اس کے اخلاق سے نہیں، بلکہ اس کے اپنے رب کے ساتھ تعلق سے بھی ہوتی ہے۔ عبادات کا اہتمام عورت کے قلب کو جلا بخشتا ہے اور

---

[1]۔ مسلم 1054۔

[2]۔ سورۃ النور: 31۔

اسے دنیاوی پریشانیوں میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ جب ایک عورت نماز، روزہ اور ذکرِ الٰہی کی پابند ہوتی ہے، تو اس کا پورا گھر خیر و برکت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

1۔پنج وقتہ نماز کی پابندی (دین کا ستون)

نماز ایک مومنہ اور کافرہ کے درمیان فرق کرنے والی عبادت ہے۔ایک صالحہ عورت گھر کے کام کاج کی مصروفیات کے باوجود نماز کو مقدم رکھتی ہے۔

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾۔[1]

"بیشک نماز مومنوں کے ذمہ ایک ایسا فریضہ ہے جو وقت کا پابند ہے"۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورت کو جنت کی خوشخبری دی ہے:

"إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا... قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ"۔ترجمہ: "جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے... (اور دیگر فرائض ادا کرے) تو اس سے کہا جائے گا: جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ"۔

2۔روزوں کا اہتمام (نفس کی پاکیزگی)

فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزوں کا شوق رکھنا (شوہر کی اجازت سے) ایک عورت کے تقویٰ کی علامت ہے۔ روزہ عورت کے اندر صبر اور ضبطِ نفس پیدا کرتا ہے۔

﴿وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ... أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾۔[2]

"اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں... اللہ نے ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"۔

---

[1] -سورۃ النساء:103۔

[2] -سورۃ الاحزاب:35۔

3۔ کثرتِ ذکر اور تلاوتِ قرآن (دل کا سکون)

نیک خاتون کی زبان فضول باتوں اور غیبت کے بجائے اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے۔ وہ گھر کے کام کرتے ہوئے "سبحان اللہ"، "الحمدللہ" اور "استغفر اللہ" کا ورد کرتی رہتی ہے، جس سے گھر میں سکینہ نازل ہوتی ہے۔

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾۔[1]

"خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"۔

حدیثِ مبارکہ میں ذکر کرنے والی عورتوں کے مقام کے بارے میں آتا ہے:

"كان رسولُ اللهِ ﷺ يسيرُ في طريقِ مكّةَ .. سبَق المُفرِّدونَ سبَق المُفرِّدونَ) قالوا: يا رسولَ اللهِ ما المُفرِّدونَ؟ قال: الذّاكرونَ اللهَ كثيرًا والذّاكراتُ"۔[2]

ترجمہ: "مفردون بازی لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی عورتیں۔"

❀❀❀

[1] -سورۃ الرعد: 28۔

[2] ۔صحیح مسلم: 2676۔

باب سوم:
آئینۂ کردار: وہ لغزشیں جو حسن کو گہنا دیتی ہیں
ناشکری اور احسان فراموشی (خوشیوں کی دشمن)

اسلام نے جہاں عورت کو شکر گزاری کا حکم دیا ہے، وہاں اسے اس بات سے بھی ڈرایا ہے کہ وہ "ناشکری" جیسی مہلک بیماری کا شکار نہ ہو جائے۔ خاص طور پر شوہر کے احسانات کی ناقدری کرنا وہ صفت ہے جسے حدیثِ مبارکہ میں جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ قرار دیا گیا ہے۔

1۔ شوہر کے احسان کی ناقدری اور تنبیہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب جہنم کا مشاہدہ فرمایا تو اس میں عورتوں کی کثرت دیکھی۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ"۔[1]

"وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم عمر بھر ان میں سے کسی کے ساتھ احسان کرو، پھر وہ تم سے (اپنی مرضی کے خلاف) کوئی بات دیکھ لے تو کہتی ہے: میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں!"۔

2۔ قناعت کا فقدان اور ناجائز مطالبات:

ناشکری کی ایک جڑ "قناعت" کا نہ ہونا ہے۔ جب عورت دوسروں کی زندگی اور

---

[1] ۔صحیح بخاری: 29.

ان کے مال واسباب کو دیکھ کر اپنے گھر میں بھی ان چیزوں کا مطالبہ کرتی ہے جو اس کے شوہر کی استطاعت سے باہر ہوں، تو یہیں سے ناشکری کا آغاز ہوتا ہے جو گھر کے سکون کو برباد کر دیتا ہے۔

3۔نعمتوں کے چھن جانے کا ڈر

قرآنِ کریم کا ضابطہ ہے کہ شکر سے نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری سے چھن جاتی ہیں۔ایک مومنہ کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ جل جلالہ کی دی ہوئی ہزاروں نعمتوں کو بھول کر ایک ادنیٰ سی کمی پر حرفِ شکایت زبان پر لائے۔

دوسری خامی: غیبت اور چغلی (کردار کی تباہی)

خواتین کی مجالس میں عام طور پر پائے جانے والی سب سے بڑی خامی "غیبت" (دوسروں کی برائی کرنا) اور "چغلی" (بات ادھر سے ادھر کرنا) ہے۔یہ عمل نہ صرف نیکیاں برباد کر دیتا ہے بلکہ آپسی تعلقات میں زہر گھولنے کا باعث بنتا ہے۔

1۔غیبت کی قرآنی مذمت:

اللہ جل جلالہ نے غیبت کو مردار بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے:

﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾۔[1]

"اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم خود نفرت کرتے ہو"۔

---

[1] -سورۃ الحجرات:12۔

2۔چغل خور کے لیے وعید:

چغلی ایک ایسا گناہ ہے جو انسان کو جنت کی خوشبو سے بھی محروم کرسکتا ہے:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ"۔[1]

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔

3۔زبان کی حفاظت کا حکم:

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ نجات کس میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ"۔[2]

"اپنی زبان کو قابو میں رکھو"۔

ایک مومنہ عورت کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو پاکیزہ رکھتی ہے۔

تیسری خامی: تبرج اور اظہارِ زینت (بے پردگی کا فتنہ)

اسلام نے عورت کو سجنے سنورنے سے منع نہیں کیا، لیکن اس زینت کو غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر کرنا "تبرج" کہلاتا ہے، جو جاہلیت کا طریقہ اور گناہِ عظیم ہے۔

﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾۔[3]

"اور قدیم جاہلیت کے طریقے پر اپنی نمائش نہ کرتی پھرو"۔

2۔فتنہ انگیز لباس پر تنبیہ:

نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں کے بارے میں سخت وعید سنائی جو لباس پہننے

---

[1]-صحیح بخاری:6056، صحیح مسلم:105۔

[2]-ترمذی:2406۔

[3]-سورۃ الاحزاب:33۔

کے باوجود برہنہ نظر آتی ہیں (یعنی باریک یا بہت چست لباس پہنتی ہیں):

"نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ... لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا"۔[1]

"وہ عورتیں جو لباس پہننے والی (مگر حقیقتاً) ننگی ہیں... وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی"۔

3۔ خوشبو لگا کر باہر نکلنا:

عورت کے لیے خوشبو لگانا جائز ہے، لیکن اسے لگا کر نامحرموں کے درمیان سے گزرنا فتنے کا باعث ہے:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ"۔[2]

"جو عورت خوشبو لگا کر (نامحرم) لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں، وہ (اپنے اس فعل کی وجہ سے) زانیہ (جیسا گناہ کرنے والی) ہے"۔

چوتھی خامی: مردوں کی مشابہت (فطرت سے بغاوت)

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے دائرہ کار اور وضع قطع میں ایک واضح فرق رکھا ہے۔ عورت کا حسن اس کی نسوانیت میں ہے، لیکن جب وہ لباس، چال ڈھال یا حلیے میں مردوں کی نقالی کرنے لگتی ہے، تو وہ اپنی فطری کشش کھو دیتی ہے اور غضبِ الٰہی کا شکار ہوتی ہے۔

1۔ مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ وضع قطع اختیار کرتی ہیں۔

---

[1] - صحیح مسلم: 2128۔

[2] - سنن نسائی: 5126۔

"لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ "۔[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

2۔لباس اور حلیے میں امتیاز:

اسلام تقاضا کرتا ہے کہ عورت کا لباس ایسا ہو جو اسے مرد سے ممتاز کرے۔ بال کٹوا کر مردوں کی طرح چھوٹے کرنا یا ایسے جوتے اور پوشاک پہننا جو خاص مردوں کے لیے ہوں، شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔

"لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ "۔[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں والا لباس پہنے، اور اس عورت پر جو مردوں والا لباس پہنے"۔

پانچویں خامی: نام ونمود اور تکبر (باطنی بیماری)

بعض اوقات زیب و زینت کا مقصد اللہ جل جلالہ کی نعمت کا شکر نہیں ہوتا، بلکہ دوسروں کو مرعوب کرنا اور اپنی برتری جتانا ہوتا ہے۔ یہ "تکبر" ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

---

[1] ۔صحیح بخاری:5885۔

[2] ۔سنن ابو داؤد:4098۔

1۔تکبر کی شرعی حیثیت:

دل میں ذرا برابر بھی تکبر رکھنا محرومی کا باعث ہے۔

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ "۔[1]

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہو"۔

2۔لباسِ شہرت (لباس الشہرہ):

ایسا لباس پہننا جس کا مقصد لوگوں میں اپنی شان دکھانا یا دکھاوا ہو، وعید کا باعث ہے۔

"مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔[2]

"جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا"۔

3۔دوسروں کی تحقیر:

تکبر کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ عمدہ لباس اور زیور پہن کر دوسری خواتین کو حقیر سمجھا جائے۔ مومنہ عورت کی زینت اسے خاکساری سکھاتی ہے، نہ کہ دوسروں پر برتری کا احساس دلاتی ہے۔

چھٹی خامی: غیر شرعی فیشن اور "تغییر لخلق اللہ" (فطرت میں تبدیلی)

موجودہ دور میں فیشن کے نام پر بہت سی ایسی چیزیں رواج پا گئی ہیں جو درحقیقت اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلنے کے مترادف ہیں۔ اسلام نے "زینت" کی

---

[1] -صحیح مسلم: 91۔

[2] -سنن ابن ماجہ: 3607۔

اجازت دی ہے لیکن "تخلیق" کو بدلنے (تغییر لخلق اللہ) سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

1۔ابرو(Eyebrows)بنوانا اور چہرے کے بال اکھاڑنا:

آج کل خواتین میں بھنویں (ابرو) بنوانے یا انہیں باریک کرنے کا رجحان عام ہے، جبکہ حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے۔

"لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ...الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ"۔[1]

"اللہ جل جلالہ نے لعنت فرمائی ہے جسم گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بھنویں اکھاڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر۔۔ جو اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں"۔

وضاحت: محدثین اور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ "نامصة" وہ عورت ہے جو ابرو کے بال اکھاڑ کر انہیں باریک یا مڑھا ہوا بناتی ہے۔

2۔مصنوعی بال(Wigs)لگانا:

بالوں کی لمبائی دکھانے کے لیے دوسرے انسان کے بال یا مصنوعی بال اپنے بالوں کے ساتھ جوڑنا بھی حرام ہے۔

"لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"۔[2]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی (عورت) پر لعنت فرمائی ہے"۔

3۔جسم گودنا(Tattooing)

بدن پر سوئی سے نشان ڈال کر رنگ بھرنا (ٹیٹو بنوانا) جاہلیت کا طریقہ ہے، جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔

---

[1] -صحیح بخاری:5943، صحیح مسلم:2125

[2] -صحیح بخاری:5934۔

یہ بھی اللہ جل جلالہ کی بنائی ہوئی فطرت کو بدلنے کی ایک شکل ہے۔

4۔ دانتوں کے درمیان خلا بنانا:

محض خوبصورتی کے لیے دانتوں کو رگڑ کر ان میں مصنوعی خلا پیدا کرنا بھی اسی لعنت کا سبب ہے مذکورہ حدیث میں اس کی بھی ممانعت وارد ہوئی ہے (المتفلجات للحسن) یعنی خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

ساتویں خامی: غیر اسلامی مشابہت (فیشن کی اندھی تقلید)

ایک مومنہ کی پہچان اس کا اسلامی تشخص ہے۔ لیکن افسوس کہ آج بہت سی خواتین غیر مسلموں اور فاسقہ عورتوں کے فیشن کی اندھی تقلید کرتی ہیں۔

- **غیروں کا طریقہ:** ایسا لباس یا حلیہ اپنانا جو مخصوص طور پر غیر مسلموں کی پہچان ہو، شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔
- **فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** "مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ"۔[1]

"جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں سے ہے"۔

آٹھویں خامی: سوشل میڈیا کا بے جا استعمال اور نمائش (ڈیجیٹل تبرج)

موجودہ دور میں سوشل میڈیا (فیس بک، انسٹاگرام، ٹک ٹاک وغیرہ) نے "نمائش" کے تصور کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ اب تبرج (سج دھج دکھانا) صرف بازار تک محدود نہیں رہا بلکہ گھر بیٹھے موبائل فون کے ذریعے پوری دنیا تک پہنچ رہا ہے۔

- **ذاتی زندگی کی تشہیر:** اپنی تصاویر، ویڈیوز اور گھر کے اندرونی حالات کو عوامی سطح پر شیئر کرنا حیا کے تصور کے منافی ہے۔ یہ عمل نہ صرف نظرِ بد کا سبب بنتا ہے بلکہ عفت و

---

[1] -سنن ابو داؤد: 4031۔

عصمت کے اس پردے کو بھی چاک کر دیتا ہے جو اسلام کا مطلوب ہے۔

❁ **وقت کا ضیاع:** گھنٹوں اسکرولنگ (Scrolling) میں ضائع کرنا حقوقِ زوجیت اور اولاد کی تربیت میں رکاوٹ بنتا ہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول چیزوں کو چھوڑ دے"۔[1]

نویں خامی: موازنہ کی بیماری اور احساسِ کمتری (Comparison Trap)

جدید دور کی ایک بڑی نفسیاتی خامی دوسروں کی "چمک دمک" دیکھ کر اپنی زندگی کا ان سے موازنہ کرنا ہے۔ انٹرنیٹ پر دوسروں کی پرتعیش زندگی، قیمتی لباس اور سیر سپاٹے دیکھ کر اپنے شوہر اور گھر سے بیزار ہونا ایک مہلک بیماری بن چکی ہے۔

❁ **ناشکری کا نیا روپ:** دوسروں کی ظاہری خوشیاں دیکھ کر اپنی موجودہ نعمتوں کی تحقیر کرنا ناشکری کی بدترین شکل ہے۔ یہ رویہ گھروں میں لڑائی جھگڑوں اور ذہنی تناؤ (Depression) کا باعث بن رہا ہے۔

❁ **حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:** "اپنے سے نیچے والے (یعنی غریب) کو دیکھو اور اپنے سے اوپر والے (یعنی امیر) کو نہ دیکھو، یہ زیادہ بہتر ہے تاکہ تم اللہ تعالی کی ان نعمتوں کو جو اس نے تمہیں عطا فرمائی حقیر (کمتر) نہ سمجھو"۔[2]

دسویں خامی: آزادیِ نسواں کے نام پر "بغاوت" (Feminism کے اثرات)

جدید نظریات کے زیرِ اثر بہت سی خواتین "آزادی" اور "مساوات" کے غلط تصور

---

[1] ترمذی: 2317۔

[2] صحیح مسلم: 2963۔

کا شکار ہو کر گھریلو ذمہ داریوں کو بوجھ اور شوہر کی اطاعت کو توہین سمجھنے لگی ہیں۔

❁ **خاندانی نظام کی شکست:** جب عورت گھر کی سربراہی کے لیے مرد سے مقابلہ شروع کرتی ہے تو گھر کا نظم و ضبط تباہ ہو جاتا ہے۔ اسلام نے مرد کو "**قوام**" (نگران) اس کی ذمہ داریوں کی بنا پر بنایا ہے، نہ کہ عورت کو کم تر ثابت کرنے کے لیے۔

❁ **فطرت سے دوری:** مغرب کی اندھی تقلید میں گھریلو سکون اور ممتا کے تقدس کو چھوڑ کر باہر کی دنیا کی مشقتوں میں خود کو ہلکان کرنا فطرت سے بغاوت ہے، جس کا انجام سوائے بے سکونی کے کچھ نہیں۔

گیارہویں خامی: اسراف اور برانڈز کی ہوس (Consumerism)

آج کل ضرورت سے زیادہ "برانڈڈ" اشیاء، مہنگے میک اپ اور ڈیزائنر ملبوسات کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔

❁ **فضول خرچی:** محض دکھاوے کے لیے ہزاروں روپے ایک سوٹ یا میک اپ پر ضائع کرنا اسراف ہے۔ قرآن کہتا ہے: "بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں"۔[1]

❁ **شوہر پر بوجھ:** اپنی حیثیت سے بڑھ کر فرمائشیں کرنا شوہر کو حرام کمائی یا قرض کے بوجھ تلے دبانے کا سبب بنتا ہے۔

بارہویں خامی: احسان جتانا (ایثار کے اجر کو ضائع کرنا)

بعض اوقات ایک نیک خاتون اپنے گھر والوں یا شوہر کے لیے بہت قربانیاں دیتی ہے، لیکن اپنی زبان سے ان کا تذکرہ کر کے یا "**احسان جتا کر**" اپنے تمام اجر کو ضائع کر

---

[1] - سورۃ الاسراء: 27۔

دیتی ہے۔احسان جتانا ایک ایسی باطنی بیماری ہے جو تعلقات میں تلخی پیدا کرتی ہے۔

❁ **قرآنی وعید:** اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾۔[1]

"اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو۔"

❁ **نکتہ:** ایک مومنہ کا عمل خالص اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے لیے ہونا چاہیے۔ جب وہ گھر کی خدمت کرتی ہے تو اسے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی رضا سمجھ کر کرے، نہ کہ اس مقصد کے لیے کہ ہر وقت اپنی خدمات کا راگ الاپ کر دوسروں کو زیرِ بار کرے۔

تیرہویں خامی: بدگمانی اور تجسس (گھروں کی بربادی کی جڑ)

دوسروں کے بارے میں بلا وجہ برا گمان رکھنا یا ان کے عیوب تلاش کرنے کے لیے ٹوہ میں لگے رہنا (جیسے شوہر کا موبائل چھپ کر دیکھنا یا پڑوسیوں کی جاسوسی کرنا) ایک مہلک سماجی خامی ہے۔

❁ **قرآنی حکم:** ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا﴾۔[2]

"**اے ایمان والو!** بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہیں، اور (ایک دوسرے کی) ٹوہ میں نہ لگا کرو۔"

❁ **اثر:** بدگمانی گھروں میں شک کی دیواریں کھڑی کر دیتی ہے اور ذہنی سکون غارت کر دیتی ہے۔

---

[1] -سورۃ البقرہ:264۔

[2] -سورۃ الحجرات:12۔

چودھویں خامی: فخر و غرور اور دوسروں کی تحقیر (نسلی یا مالی برتری)

اپنے خاندان، حسب نسب، دولت یا بچوں کی کامیابیوں پر فخر کرنا اور دوسری خواتین کو اپنے سے کم تر سمجھنا ایک ایسی خامی ہے جو انسانیت کے وقار کے منافی ہے۔

❁ **فرمانِ نبوی ﷺ:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ"۔[1]

"تکبر حق کی مخالفت کرنے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے"۔

❁ **نکتہ:** ایک نیک خاتون اپنی نعمتوں کو اللہ جل جلالہ کا فضل سمجھ کر عاجزی اختیار کرتی ہے، نہ کہ انہیں دوسروں کو نیچا دکھانے کا ذریعہ بناتی ہے۔

پندرھویں خامی: وقت کا ضیاع اور لایعنی مشاغل

آج کل خواتین کا ایک بڑا وقت لایعنی ڈراموں، فضول فون کالز اور سوشل میڈیا کی بے مقصد بحثوں میں ضائع ہو رہا ہے۔ وقت ایک امانت ہے جس کا سوال قیامت کے دن ہوگا۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ"۔[2]

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے لوگ دھوکے (نقصان) میں ہیں: صحت اور فراغت"

❁ **نکتہ:** وقت کا یہ ضیاع اولاد کی تربیت اور حقوقِ زوجیت میں کوتاہی کا سب سے بڑا سبب بن رہا ہے۔

---

[1] -صحیح مسلم: 91۔

[2] -صحیح بخاری: 6412۔

باب چہارم:

ضابطۂ جمال (زیب وزینت کے عملی شرعی احکام)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فرماتا ہے۔زیب وزینت کے معاملے میں اسلام کا اصول یہ ہے کہ "چیزوں میں اصل ان کا مباح (جائز) ہونا ہے" (الاصل فی الاشیاء الاباحۃ) الا یہ کہ شریعت نے کسی خاص چیز سے منع کر دیا ہو۔اس باب میں ہم لباس، زیور اور آرائش کی ان حدود کا ذکر کریں گے جو ایک مومنہ کو وقار اور تحفظ عطا کرتی ہیں۔

اس کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

پہلا حصہ: عہدِ رسالت کی وہ قدسی خواتین جو انسانیت کیلئے نمونہ ہیں

ضابطۂ جمال کے ان شرعی احکام کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی نظریں اس عہدِ مبارک کی طرف لے جائیں جہاں ان احکام کی عملی تصویریں موجود تھیں۔شریعتِ مطہرہ نے زیب وزینت کے جو اصول وضع فرمائے، ان کا سب سے کامل اور متوازن نمونہ صحابیاتِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی زندگیوں میں ملتا ہے۔

خواتین اسلام کے لیے صحابیات رضی اللہ عنہن کا طرزِ لباس محض ایک تاریخی تذکرہ نہیں، بلکہ وہ معیارِ جمال ہے جس میں حیا، سادگی، نفاست اور اطاعتِ الٰہی کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ان مقدس ہستیوں نے ہمیں سکھایا کہ لباس صرف جسم ڈھانپنے کا نام نہیں، بلکہ یہ مومنہ کی شخصیت کا وہ آئینہ ہے جس سے اس کے ایمان کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔انہوں نے ثابت کیا کہ عورت اللہ جل جلالہ کی حدود میں رہ کر بھی اپنے وقار اور انفرادیت کو برقرار رکھ

سکتی ہے۔

آیئے! ہم ان جلیل القدر خواتین کے طرزِ لباس کا مطالعہ کریں، جنہوں نے کائنات کو "حقیقی زینت" کے ابدی اصولوں سے روشناس کرایا"۔

پیکرِ فصاحت ونفاست: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لباس

ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت علم وفقہ کا سمندر ہونے کے ساتھ ساتھ خواتینِ اسلام کے لیے معاشرت اور لباس کے باب میں بھی ایک روشن مینار ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا لباس سادگی، پاکیزگی اور شرعی حدود کی پاسداری کا شاہکار تھا۔

1۔ لباس کی نوعیت اور رنگ:

اماں جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لباس میں نفاست اور وقار نمایاں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا عموماً ایسے کپڑے پسند فرماتی تھیں جو آرام دہ ہوں اور جن سے عورت کی حرمت پامال نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مختلف رنگوں کا لباس استعمال فرمایا، جن میں زرد (زعفرانی) اور سرخ رنگ کے ملبوسات کا تذکرہ بھی ملتا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے لیے گھر کے اندر رنگین اور خوشنما لباس پہننا شرعاً پسندیدہ ہے۔

حدیث: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا " **مُعَصْفَر** " (عصفر سے رنگے ہوئے سرخ یا زرد) کپڑے پہنتی تھیں جبکہ وہ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں"۔[1]

2۔ چادر اور اوڑھنی (حجاب ورداء):

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لباس کا سب سے اہم حصہ ان کی چادر اور بڑی اوڑھنی تھی، جو ان کے پورے وجود کو ڈھانپ لیتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا باریک لباس کو سخت ناپسند فرماتی

---

[1] ۔امام مالک، الموطأ، 1/334 مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

تھیں اور اسے ایمان کے وقار کے خلاف سمجھتی تھیں۔

واقعہ: "ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی (حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا) آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، انہوں نے ایک باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھا تو اسے پھاڑ دیا اور انہیں ایک موٹا (اور باوقار) دوپٹہ اوڑھنے کو دیا"۔[۱]

3۔ زینت اور زیور کا استعمال:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کو مستحسن سمجھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کے زیورات اور انگوٹھی کا تذکرہ بھی ملتا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام عورت کو جمال سے نہیں روکتا، بلکہ اسے ایک خاص رخ عطا کرتا ہے۔

حدیث: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کے زیورات تھے جو آپ رضی اللہ عنہا پہنتی تھیں"۔[۲]

4۔ سائنسی و نفسیاتی تجزیہ:

لباس کی نفسیات: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موٹے اور باوقار کپڑے کا انتخاب سائنسی طور پر "لباس کی نفسیات" (Enclothed Cognition) کی عکاسی کرتا ہے، جہاں لباس انسان کے اندر خود اعتمادی اور حیا کا احساس بیدار کرتا ہے۔

رنگوں کا اثر: آپ رضی اللہ عنہا کا زرد اور سرخ رنگ استعمال کرنا اس نفسیاتی حقیقت کی تائید ہے کہ خوشنما رنگ انسانی مزاج پر خوشگوار اثرات مرتب کرتے ہیں اور ازدواجی زندگی میں الفت کا باعث بنتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ لباس ہمیں سکھاتا ہے کہ عورت کا اصل حسن مہنگے لباس

---

[۱] -امام مالک، الموطأ، 913/2: مکتبہ ایچ ایم سعید، کراچی۔

[۲] -ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، تذکرہ عائشہ بنت ابی بکر، 70/8، دار الکتب العلمیۃ۔

میں نہیں، بلکہ اس نفاست اور سادگی میں ہے جو شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ثابت کیا کہ ایک عالمہ اور فقیہہ خاتون بھی بہترین لباس پہن کر زینتِ حوا کا حق ادا کر سکتی ہے، بشرطیکہ وہ "نمائش" سے پاک ہو۔

شعارِ زہد و حیا: سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا لباس

سیدہ کائنات حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا لباس حیا کی انتہا اور سادگی کی وہ بلندی ہے جس کی مثال تاریخِ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا طرزِ لباس محض تن ڈھانپنے کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک خاموش پیغام تھا کہ ایک مومنہ کی اصل زینت اس کا کردار اور اس کی حیا ہے۔

1۔ زہد و سادگی (پیوند زدہ لباس)

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبِ حلیۃ الاولیاء) نے سیدہ اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لباس کی وہ تصویر کشی فرمائی ہے جو حیا اور عفت کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا لباس ہمیشہ موٹا اور مکمل ستر پوش ہوتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک موقع پر) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک پرانی اور بوسیدہ چادر اوڑھ رکھی تھی، جب وہ اس سے اپنے سر کو ڈھانپتیں تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتیں تو سر ننگا ہو جاتا (یعنی وہ اتنی مختصر اور سادہ تھی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: اے فاطمہ! غم نہ کرو، کیونکہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔"[1]

3۔ مکمل پردہ اور ستر کی حفاظت:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لباس کا سب سے بڑا وصف "حجاب" تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے

---

[1] ۔ابو نعیم اصفہانی، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، 42/2 دار الکتب العلمیۃ۔

لباس کے ذریعے جسمانی نمائش کو سختی سے مسترد فرمایا۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائلِ صحابہ" میں نقل فرمایا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے موت کے وقت بھی اپنے جنازے کے لیے پردے کی وصیت فرمائی تا کہ ان کے جسم کے خدوخال کسی پر ظاہر نہ ہوں۔[1]

4۔ سائنسی و نفسیاتی تجزیہ:

استغنا اور ذہنی سکون: سائنسی طور پر مادی اشیاء سے عدم وابستگی انسان کو اضطراب سے بچاتی ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سادہ لباس ان کے بلند ذہنی اور روحانی اطمینان کی علامت تھا، جس نے انہیں ظاہری بناوٹ سے بے نیاز کر دیا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا لباس: وقار، بصیرت اور کامل پردہ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ لباس جہاں ان کے بلند مرتبہ اور وقار کی عکاسی کرتا تھا، وہیں ان کے ملبوسات سے خواتین کے پردے کے کئی اہم شرعی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حیا اور ستر پوشی کے معاملے میں نہایت حساس طبیعت کی مالک تھیں۔

1۔ چادر کی لمبائی اور ستر کی حفاظت:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم صحابیہ ہیں جن کی فکر اور سوال کی برکت سے امت کی خواتین کو لباس کی لمبائی (دامن) کا شرعی ضابطہ ملا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس بات کی شدید خواہش مند تھیں کہ عورت کا کوئی بھی حصہ (بشمول پاؤں) غیر مردوں کے سامنے نمایاں نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (مردوں

---

[1] -امام احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ، فضائل فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، 763/2 مطبوعہ: دار ابن الجوزی، سعودی عرب۔

کے لیے) تہبند لٹکانے کی ممانعت فرمائی، تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! پھر عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ ایک بالشت لٹکا لیا کریں"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (مزید احتیاط کے پیشِ نظر) عرض کیا:

"تب تو ان کے پاؤں (چلتے وقت) کھل جائیں گے!"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو پھر ایک ہاتھ لٹکا لیا کریں اور اس سے زیادہ نہ بڑھائیں"۔[1]

2۔خوشنما لباس اور زینت کا استعمال:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کو مستحسن سمجھتی تھیں اور ان کے لباس میں نفاست پائی جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس زرد رنگ (عصفر) کے خوشنما لباس کا تذکرہ بھی ملتا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ گھر کے اندر عورت کے لیے عمدہ لباس پہننا سنتِ امہات المؤمنین ہے۔

چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ (گھر میں) عُصفر سے رنگے ہوئے زرد کپڑے پہنتی تھیں"۔[2]

3۔عفت اور پردے کا اہتمام (حجابِ کامل)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پردے کے احکام کی اتنی پابند تھیں کہ آپ رضی اللہ عنہا نے نابینا صحابی (حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) سے بھی پردہ کرنے کا اہتمام فرمایا، جس سے آپ رضی اللہ عنہا کے لباس اور شخصیت کی کمالِ عفت ظاہر ہوتی ہے۔

---

[1] - سنن الترمذی، کتاب اللباس 1731، مطبوعہ: مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، مصر۔

[2] - امام ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، (تذکرہ ام سلمہ)، 95/8، دار الکتب العلمیۃ۔

4۔سائنسی ونفسیاتی تجزیہ:

لباس کی لمبائی اور نفسیاتی تحفظ: سائنسی طور پر لباس جتنا مکمل اور باوقار ہوتا ہے، وہ پہننے والی خاتون میں "سماجی تحفظ" (Social Protection) اور خودتوقیری کا احساس پیدا کرتا ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا طویل دامن کا اصرار دراصل عورت کی جسمانی حرمت کے تحفظ کا حیاتیاتی ونفسیاتی حل ہے۔

رنگوں کا انتخاب اور بصری اثرات: زرد اور روشن رنگوں کا انتخاب گھر کے ماحول میں مثبت توانائی (Positive Energy) اور خوشگواری پیدا کرتا ہے، جو ازدواجی تعلقات کی نفسیات میں کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔

خلاصہ کلام: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اسوہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک مومنہ کو اپنے لباس کے معاملے میں کتنا حساس ہونا چاہیے۔آپ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لباس کی لمبائی کے بارے میں بار بار سوال کرنا اس فکر کی غمازی کرتا ہے کہ زینتِ حوا کا اصل کمال "ستر پوشی" میں پوشیدہ ہے، نہ کہ نمائش میں۔

ہم نے صحابیات رضی اللہ عنہن کے لباس کے ذیل میں طوالت کے خوف سے صرف تین جلیل القدر ہستیوں کا ذکر کیا ہے جو تین مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کرتی ہیں:

1-**حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:** نفاست، علمی وقار اور گھر میں رنگین لباس کی نزاکت۔

2-**حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا:** زہد، سادگی، استغنا اور پردے کی انتہا۔

3-**حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:** فقہی بصیرت، ستر پوشی کی حساسیت اور لباس کی شرعی لمبائی۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا برگزیدہ ہستیوں کے طرزِ لباس کے مطالعہ سے یہ بات روزِ

روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اسلام میں زینتِ حوا کے تین بنیادی ستون ہیں:

- **ستر پوشی:** لباس ایسا ہو جو جسم کے تمام حصوں کو (سوائے مستثنیٰ اعضاء کے) مکمل ڈھانپے اور باریک یا چست نہ ہو۔
- **سادگی ونفاست:** قیمتی ہونا ضروری نہیں، بلکہ پاکیزہ اور نفیس ہونا اصل جمال ہے۔
- **امتیاز:** عورت کا لباس مردوں یا غیر مسلموں کے شعار سے مشابہ نہ ہو۔

یہ اسوہ ہمیں بتاتا ہے کہ شریعت کی حدود میں رہ کر بھی ایک عورت کائنات کی معزز ترین ہستی بن سکتی ہے۔

دوسرا حصہ: لباس کے شرعی اصول وضوابط:

عورت کے لیے لباس صرف تن ڈھانپنے کا ذریعہ نہیں بلکہ اس کی حیا کا قلعہ ہے۔شریعت نے لباس کے انتخاب میں درج ذیل چار بنیادی شرائط رکھی ہیں:

لباس کا ساتر ہونا (پورے جسم کی پردہ پوشی)

لباس ایسا ہونا چاہیے جو ان حصوں کو مکمل چھپالے جن کا چھپانا فرض ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ﴾۔[1]

"اے نبی! اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکالیا کریں۔"

---

[1] -سورۃ الاحزاب:59۔

باریک نہ ہونا (شفافیت سے دوری)

اسلامی شریعت میں لباس کا بنیادی مقصد "ستر پوشی" ہے، اور ایسا باریک لباس جس سے بدن کی رنگت یا ساخت نظر آئے، وہ شرعی طور پر لباس کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ اسے "عریانی" ہی تصور کیا جاتا ہے۔

شرعی حکم: (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

❁ **قرآنی اصول:** ارشاد باری تعالیٰ:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى - ذٰلِكَ خَيْرٌ - ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾ ۔[1]

"اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے، یہ سب اللہ تعالی کی نشانیوں کا حصہ ہے تاکہ لوگ سبق حاصل کریں"

اس آیت میں لباس کا اولین مقصد "سَوْاٰتِ" (چھپانے کے اعضاء) کی پردہ پوشی بیان کیا گیا ہے۔ باریک لباس اس بنیادی مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

❁ **فرمانِ نبوی ﷺ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہلِ جہنم کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے (ابھی تک) نہیں دیکھا... (دوسری قسم) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی (کاسیات عاریات)، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی... وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی"۔[2]

---

[1] - الأعراف: 26۔

[2] - صحیح مسلم (حدیث: 2128)۔

❁ **حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل:** ایک مرتبہ ان کے پاس ان کی بھتیجی (حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی) آئیں جنہوں نے باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں اس بارے میں کیا نازل فرمایا ہے؟" پھر انہوں نے موٹا دوپٹہ منگوا کر انہیں پہنایا۔[1]

❁ **حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور آپ علیہ السلام کا سبق آموز واقعہ:** ایک روایت میں ہے:

أَنَّ أُختَهَا أسماءَ رضِيَ اللهُ عنهُما دخلَت علَى رسولِ اللهِ ﷺ وعليها ثِيابٌ رِقاقٌ فأعرَضَ عنها رسولُ اللهِ ﷺ وقال: يا أسماءُ إنَّ المرأةَ إذا بلَغت زمَنَ الحيضِ لَم يصلُحْ أن يُرَى مِنها إلا هذا وأشارَ إلى وجهِهِ وكفَّيهِ[2]

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی بہن حضرت اسماء (بنتِ ابی بکر) رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے رخ موڑ لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت حیض (بلوغت) کی عمر کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔"

یہ روایت واضح کرتی ہے کہ ایک بالغہ مسلمان عورت کے لیے نامحرموں کے سامنے اپنے پورے جسم کو چھپانا ضروری ہے، نیز اس میں ایسے باریک کپڑے (**ثِيابٌ رِقاق**) پہننے سے روکا گیا ہے جن سے جسم کی بناوٹ یا رنگت نظر آئے۔ اسلام ایسے لباس کو "**ستر**" (پردہ) نہیں مانتا جو جسم کو ڈھانپنے کے بجائے ظاہر کرے۔ اس حدیث سے یہ سبق

---

[1] ۔تفسیر ابن کثیر۔

[2] ۔الزواجر عن اقتراف الکبائر 1/156 فتح القدیر 4/39۔

ملتا ہے کہ گھر کے اندر شوہر کے لیے بناؤ سنگھار مستحب ہے، لیکن گھر سے باہر نکلتے وقت وقار اور پردے کا خیال رکھنا ایمان کا تقاضا ہے۔

فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ عالمگیری:

"اللباس الرقیق الذی یصف ما تحته لا یجوز لبسه لعدم حصول الستر به" (باریک لباس جس سے نیچے کا بدن وصف ظاہر ہو، پہننا جائز نہیں کیونکہ اس سے ستر حاصل نہیں ہوتا)۔

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس سے جسم کی رنگت (بشرہ) کا پتہ چلے تو وہ عورت "عورتِ حکمیہ" (شرعاً ننگی) کے حکم میں ہوگی۔

❁ سائنسی حکمت اور طبی نقصانات:

تخریبِ خلیات سے تحفظ: سائنسی تحقیق (Dermatology) کے مطابق، انسانی جلد کو سورج کی الٹرا وائلٹ (UV) شعاعوں سے بچانے کے لیے کپڑے کا ایک مخصوص "تھکنس انڈیکس" ہونا ضروری ہے۔ باریک لباس ان شعاعوں کو براہِ راست جلد میں داخل ہونے دیتا ہے، جو Photo-aging اور کینسر کا سبب بنتی ہیں۔

اعصابی سکون: نفسیاتی مطالعہ (Psychological Study) بتاتا ہے کہ باوقار اور دبیز لباس انسان کے اندر "Safety Perception" (تحفظ کا احساس) پیدا کرتا ہے، جبکہ نمائش والا لباس اعصابی تناؤ اور بے چینی کا باعث بنتا ہے۔

چست اور تنگ نہ ہونا (جسمانی ساخت کی حفاظت)

لباس اتنا تنگ (Tight) نہ ہو کہ اس سے جسم کے خدوخال (Features) نمایاں ہوں۔ مقصدِ لباس زینت کی نمائش نہیں بلکہ زینت کی پردہ پوشی ہے۔

❁ **نکتہ:** دورِ حاضر میں عبایا یا برقعہ پہننے کے باوجود اگر وہ اتنا چست ہو کہ جسم کی ساخت ظاہر ہو، تو وہ شرعی حجاب کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

1-شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

❁ **قرآنی اشارہ:** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾۔[1]

مفسرین کے مطابق زینت میں جسم کی ساخت اور ابھارے گئے خدوخال بھی شامل ہیں جن کی نمائش سے منع کیا گیا ہے۔

❁ **فرمانِ نبوی ﷺ:**

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باریک قبطی کپڑے کے نیچے استر (غلالہ) استعمال کرنے کا حکم دیا اور وجہ یہ بیان فرمائی:

"إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَصِفَ حَجْمَ عِظَامِهَا"۔[2]

ترجمہ: مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ کپڑا اس کی ہڈیوں کی ساخت/جسم کا حجم ظاہر نہ کر دے۔

❁ **حکمِ حجاب:** حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آئیں اور انہوں نے ایک باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا جس سے ان کی پیشانی نظر آ رہی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اسے دیکھتے ہی) وہ دوپٹہ پھاڑ دیا اور فرمایا: کیا تمہیں

---

[1] -سورہ النور:31۔

[2] -مسند احمد21786۔

معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں (پردے کے بارے میں) کیا نازل فرمایا ہے؟ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے دوسرا (موٹا) دوپٹہ منگوایا اور انہیں پہنایا۔"[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ عالمگیری: "وَالثَّوْبُ الرَّقِيقُ الَّذِي يَصِفُ مَا تَحْتَهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ...وَكَذَا لَا يَجُوزُ لُبْسُهُ بَيْنَ الْأَجَانِبِ۔"[2]

"اور وہ باریک کپڑا جو اپنے نیچے کے جسم (کی رنگت یا ہیئت) کو ظاہر کرے، اس میں نماز جائز نہیں ہے... اور اسی طرح اجنبیوں (غیر محرم مردوں) کے درمیان اسے پہننا بھی جائز نہیں ہے۔"

❁ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (فتاویٰ شامی):

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت فرمائی ہے کہ لباس اتنا کشادہ ہونا چاہیے کہ اعضاء کا حجم (Volume/Shape) واضح نہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر لباس دبیز (موٹا) تو ہو لیکن اس قدر چست ہو کہ عضو کی ساخت نظر آئے تو یہ بھی "کاسیات عاریات" (لباس پہن کر ننگی رہنے والیوں) کے زمرے میں آتا ہے۔[3]

❁ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (شرح مسلم):

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کاسیات عاریات" کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ

---

[1] -رأيتُ حفصةَ بنت عبدِ الرَّحمنِ بنِ أبي بَكرٍ دخلَت علَى عائشَةَ وعلَيها خِمارٌ رقيقٌ يشِفُّ عَن جَبينِها، فشَقَّتهُ عائشَةُ علَيها، وقالَت: أما تَعلَمين ما أنزلَ اللهُ في سورَةِ النُّورِ؟! ثمَّ دَعَت بخِمارٍ فكَسَتْها. (أخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى: 9993)

[2] ۔هنديه 5/330۔

[3] ۔الشاميه 1/410۔

ایسا لباس پہنتی ہیں جو تنگی کی وجہ سے جسم کے پوشیدہ حصوں کی ساخت کو نمایاں کر دیتا ہے۔[1]

3-سائنسی حکمت اور طبی نقصانات:

جدید میڈیکل سائنس نے ثابت کیا ہے کہ "Tight Clothing" انسانی جسم کے لیے ایک خاموش زہر کی مانند ہے:

❁ **اعصابی دباؤ (Meralgia Paresthetica):**

طبی تحقیق کے مطابق مسلسل تنگ لباس (جیسے چست جینز) پہننے سے رانوں اور کمر کی نسیں دب جاتی ہیں، جس سے پٹھوں میں کھچاؤ، سن ہونا اور دائمی درد پیدا ہوتا ہے۔

❁ **نظامِ ہاضمہ میں خلل:** پیٹ اور معدے پر لباس کا غیر ضروری دباؤ (Intra-abdominal Pressure) بڑھا دیتا ہے، جس سے کھانا ہضم کرنے کا عمل متاثر ہوتا ہے اور تیزابیت (Acid Reflux) کی شکایت عام ہو جاتی ہے۔

❁ **خون کی گردش میں رکاوٹ:** چست لباس خون کی نالیوں (Veins) پر دباؤ ڈالتا ہے، جس سے خون کی دل کی طرف واپسی سست ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں پیروں میں سوجن اور "Varicose Veins" (نیلی نسوں کا ابھرنا) جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

❁ **جلدی صحت:** تنگ لباس اور جلد کے درمیان رگڑ سے مسام (Pores) بند ہو جاتے ہیں، جس سے پسینہ اندر ہی جذب ہو کر بیکٹیریل انفیکشن اور جلد کی سوزش کا باعث بنتا ہے۔

ساڑھی کا استعمال اور شرعی حدود:

ساڑھی اصالتاً ایک لباس ہے، لیکن اس کی مروجہ ہیئت اور پہننے کا طریقہ اسے

---

[1] - نووی علی مسلم 14/110 دار الاحیاء التراث العربی۔

اکثر شرعی حجاب کے دائرے سے باہر کر دیتا ہے۔

1۔شرعی حکم (اصولی موقف)

شریعتِ اسلامیہ نے لباس کی کوئی خاص شکل (جیسے قمیض شلوار یا عبایا) لازم نہیں کی، بلکہ "ستر پوشی" کے اصول مقرر کیے ہیں۔ساڑھی کے معاملے میں دو بنیادی شرعی خرابیاں عموماً پائی جاتی ہیں:

- **کشفِ عورت (ستر کا کھلنا):** ساڑھی میں عموماً پیٹ، کمر یا سینے کا کچھ حصہ (Blouse اور Petticoat کے درمیان) کھلا رہتا ہے، جو کہ "ستر" میں شامل ہے اور اس کا نامحرم کے سامنے ظاہر ہونا قطعی حرام ہے۔
- **تشبہ (غیر مسلموں کی مشابہت):** اگر ساڑھی اس خاص انداز سے پہنی جائے جو غیر مسلم (مثلاً ہندو) خواتین کا مذہبی یا مخصوص تہذیبی شعار ہو، تو وہ مشابہت کی بنا پر ممنوع ہوگی۔ حدیث: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"۔[1]

ترجمہ: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہی میں سے ہے۔

خلاصہ کلام: ساڑھی فی نفسہ حرام نہیں، اگر اسے اس طرح پہنا جائے کہ نیچے مکمل قمیض (Long Blouse) ہو، پیٹ اور کمر مکمل ڈھکی ہو اور اوپر سے بڑی چادر یا عبایا ہو، تو گنجائش نکل سکتی ہے۔لیکن چونکہ عرفِ عام میں یہ بے پردگی کا ذریعہ ہے، اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے بچا جائے۔

رنگین اور جاذبِ نظر لباس (حدودِ زینت)

خواتین کے لیے رنگین لباس پہننا فی نفسہ جائز ہے، بلکہ بعض روایات سے ثابت

---

[1] ۔سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرة، حدیث نمبر: 4031۔

ہے کہ امہات المومنین نے رنگین کپڑے استعمال کیے۔ تاہم، ایسا رنگ یا ڈیزائن جو دور سے نامحرموں کی توجہ کھینچے اور "فتنہ" کا سبب بنے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

1۔ شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

❁ **قرآنی اصول:** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾۔[1]

مفسرین کے مطابق "زینتِ ظاہر" میں اوپر کا لباس (چادر یا عبایا) شامل ہے، بشرطیکہ وہ خود اتنا پرکشش نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔

❁ **فرمانِ نبوی ﷺ (اعتدال کا حکم):**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ خواتین کے لیے پیلے یا سرخ رنگ کے (اعتدال پسند) رنگین کپڑے پہننے میں حرج نہیں سمجھتی تھیں۔ تاہم، نبی کریم ﷺ نے "لباسِ شہرت" (ایسا لباس جو شہرت یا دکھاوے کے لیے ہو) سے منع فرمایا ہے۔

حدیث: "مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔[2]

ترجمہ: جس نے دنیا میں (دکھاوے اور نام ونمود والا) شہرت کا لباس پہنا، اللہ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رنگین لباس کے حوالے سے پردے کے

---

[1] -سورہ النور: 31۔

[2] -سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب من لبس ثوب شهرة، حدیث نمبر: 3606۔

اصول کو واضح کیا ہے:

”عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے زینت ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے... پس اگر لباس بذاتِ خود (اپنے رنگ یا نقش ونگار کی وجہ سے) زینت ہو، تو اسے پہن کر باہر نکلنے سے منع کیا جائے گا)۔[1]

الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):

اس میں لباس کے رنگوں کے انتخاب کے بارے میں ضابطہ درج ہے:

”خواتین کے لیے گھر سے باہر شوخ (گہرے پیلے یا سرخ) رنگ کے کپڑے پہننا مکروہ ہے، کیونکہ یہ مردوں کی نظروں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں“۔[2]

حاصل کلام:

رنگوں کا انتخاب عورت کا فطری حق ہے، لیکن اسلام اسے ”حیا“ کے فریم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ گھر کی زینت کے لیے تمام رنگ مباح ہیں، لیکن شاہراہِ عام پر وقار اور سادگی ہی ایک مومنہ عورت کا اصل زیور ہے۔

مخصوص مواقع پر خاص رنگ کا لباس (رسمی پابندی)

اسلام نے رنگوں کے انتخاب میں وسعت دی ہے، لیکن جب کسی رنگ کو کسی خاص موقع کے لیے اس طرح لازم کرلیا جائے کہ اسے نہ پہننے والے کو معیوب سمجھا جائے، تو یہ ”مباح“ عمل ”بدعت“ یا ”مکروہ“ کے زمرے میں آجاتا ہے۔

---

[1] -(الْمَرْأَةُ مَنْهِيَّةٌ عَنْ إِظْهَارِ الزِّينَةِ لِلْأَجَانِبِ... فَإِذَا كَانَ الثَّوْبُ زِينَةً فِي نَفْسِهِ تُمْنَعُ عَنْ لُبْسِهِ عِنْدَ الْخُرُوجِ)رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، 363/6، دار الفکر۔

[2] -يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لُبْسُ الثِّيَابِ الْمُعَصْفَرَةِ وَالْمُزَعْفَرَةِ خَارِجَ الْبَيْتِ لِأَنَّهُ يَجْذِبُ أَنْظَارَ الرِّجَالِ:الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، 333/5۔

1۔شرعی حکم (اصولی موقف)

شریعت میں کسی بھی دن یا موقع کے لیے کوئی خاص رنگ (مثلاً شادی کے لیے صرف سرخ یا عدت کے لیے صرف کالا/سفید) فرض یا واجب نہیں کیا گیا۔ اپنی پسند سے رنگ چننا جائز ہے، لیکن خاندانی دباؤ یا رسم و رواج کی وجہ سے کسی رنگ کو "لازم" سمجھ لینا شرعی حدود سے تجاوز ہے۔

قاعدہ: کسی ایسی چیز کو دین کا حصہ یا لازمی سمجھنا جو دین میں لازم نہیں، "التزامِ مالا یلزم" (ایسی چیز کو لازم کرنا جو لازم نہیں) بدعت کہلاتا ہے، جو کہ ناپسندیدہ ہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ مجموعہ رسائل لکھنوی (رسالۃ سباحۃ الفکر):

"بہت سے مباح (جائز) کام ایسے ہیں جنہیں بغیر کسی شرعی لزوم کے لازم کر لینے اور بغیر کسی شرعی تخصیص کے (کسی خاص موقع کے لیے) خاص کر لینے کی وجہ سے وہ "مکروہ" بن جاتے ہیں"۔[1]

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

عدت کے دوران رنگین لباس کی ممانعت کے حوالے سے:

"اور (عدت گزارنے والی عورت) ترک کر دے گی سرمہ، تیل، خوشبو، مہندی

---

[1] - "فَكَمْ مِنْ مُبَاحٍ يَصِيرُ بِالِالْتِزَامِ مِنْ غَيْرِ لُزُومٍ وَالتَّخْصِيصِ مِنْ غَيْرِ مُخَصِّصٍ مَكْرُوهًا":
لکھنوی، عبد الحئی، مجموعہ رسائل لکھنوی، رسالہ: سباحة الفكر في الجهر بالذكر، جلد:3، صفحہ:490، مطبوعہ: ادارۃ القرآن، کراچی۔

اور ایسے کپڑے جو کسم یا زعفران سے رنگے ہوئے ہوں (یعنی شوخ رنگین کپڑے)۔[1]

3۔ سائنسی و سماجی حکمت:

- **نفسیاتی آزادی:** کسی خاص رنگ کی پابندی (مثلاً لازمی کالا لباس پہننا) انسان پر ذہنی بوجھ ڈالتی ہے اور اس کی انفرادیت کو ختم کرتی ہے۔ اسلام انسان کو ان بے جا سماجی زنجیروں سے آزاد کر کے ذہنی سکون فراہم کرتا ہے۔
- **رسمی اخراجات کا خاتمہ:** مخصوص مواقع کے لیے مخصوص رنگوں اور ڈیزائنوں کے لباس کا التزام معاشرے میں اسراف (فضول خرچی) کا باعث بنتا ہے۔ سائنسی طور پر یہ ثابت ہے کہ سماجی دباؤ (Social Pressure) میں کیے جانے والے فیصلے انسانی اعصاب پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔
- **عدت میں سادگی کی حکمت:** طبی اور نفسیاتی طور پر عدت کے دوران شوخ رنگوں سے پرہیز عورت کو سوگ کی کیفیت میں یکسوئی فراہم کرتا ہے اور دوسروں کے لیے یہ پیغام ہوتا ہے کہ وہ ابھی زینت اور نکاح کے پیغامات سے دور ہے۔

خلاصہ:

یہ کہ شادی ہو یا غمی، رنگوں کا انتخاب ذاتی پسند تک تو ٹھیک ہے، لیکن اسے خاندانی وقار کا مسئلہ بنا لینا یا اسے شرعی ضرورت سمجھنا ایک لغو رسم ہے جس سے اجتناب لازم ہے۔

قیمتی اور مہنگے لباس کا استعمال (نعمتِ الٰہی کا اظہار)

اسلام ایک دینِ فطرت ہے جو نہ تو رہبانیت (تارکِ دنیا ہونے) کی تعلیم دیتا ہے اور نہ ہی فضول خرچی کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مال و وسعت دی ہو، تو عمدہ اور قیمتی لباس

---

[1] -"وَتَتْرُكُ الْكُحْلَ وَالدُّهْنَ وَالطِّيبَ وَالْحِنَّاءَ وَالثِّيَابَ الْمَصْبُوغَةَ بِعُصْفُرٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ" رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، 533/3، دار الفکر۔

پہننا "تکبر" نہیں بلکہ اللہ جل جلالہ کی نعمت کا شکرانہ ہے۔

1۔شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

❁ **نعمت کا اظہار:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ"۔[1]

ترجمہ: بے شک اللہ جل جلالہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت کا اثر دیکھا جائے۔

❁ **جمالِ الٰہی:** آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ"۔[2] ترجمہ: اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

❁ **شرطِ اول (اخلاص):** عمدہ لباس پہننے میں نیت صاف ہونی چاہیے یعنی "نام ونمود اور شہرت مقصود نہ ہو"۔

2۔فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **الہدایۃ (امام مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ):**

قیمتی لباس کے جواز کے بارے میں صاحب الہدایۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"تَزَيَّنْ لِعِبَادَةِ رَبِّكَ"۔[3]

ترجمہ: اپنے رب کی عبادت کے لیے زینت اختیار کرو۔

❁ **اعلاء السنن (علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ):**

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی پچاس درہم کی

---

[1] -جامع ترمذی: ابو اب الصفت، حدیث نمبر 2819۔

[2] -صحیح مسلم: کتاب: کتاب الایمان: حدیث نمبر: 91۔

[3] -الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الطلاق، فصل في الحداد 2/427۔

قیمت کا کپڑا پہنے۔ نیز امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک بیش قیمت چادر خریدی تھی جس میں وہ نماز ادا فرماتے تھے۔[1]

خلاصہ:

قیمتی لباس اگر شکرِ خداوندی اور وقارِ نفس کے لیے ہو تو "**عبادت**" ہے، اور اگر فخر و مباہات اور دوسروں کو حقیر سمجھنے کے لیے ہو تو "**گناہ**" ہے۔ اسلام ہمیں "**تکبر**" سے روکتا ہے، خوبصورتی سے نہیں۔

نیا کپڑا پہننے کے آداب اور سنتیں

اسلام میں نیا لباس پہننا اللہ جل جلالہ کی نعمت کا اظہار ہے، بشرطیکہ اس میں فخر اور تکبر کا پہلو نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی نیا لباس زیبِ تن فرماتے تو اسے اللہ کا فضل قرار دیتے۔

1۔ بسم اللہ پڑھنا اور شکر ادا کرنا

نیا لباس پہنتے وقت سب سے پہلے "**بسم اللہ**" پڑھنا چاہیے تا کہ اس میں برکت ہو اور شیطان کے اثرات سے حفاظت رہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیا کپڑا (قمیض یا عمامہ) پہنتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ"۔[2]

ترجمہ: "اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں کہ تو نے مجھے یہ پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی خیر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا اس کی خیر مانگتا ہوں، اور اس کے شر اور

---

[1] ۔"كَانَ إِبْرَاهِيمُ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَلْبَسَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ بِخَمْسِينَ دِرْهَمًا": العثماني، إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال، 17/294۔

[2] ۔سنن الترمذی، کتاب اللباس، حدیث نمبر: 1767، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی۔

جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

2۔ دائیں طرف سے ابتدا کرنا:

سنتِ مطہرہ یہ ہے کہ جب بھی لباس پہنا جائے تو دائیں (Right) طرف سے ابتدا کی جائے۔ یہ عمل برکت اور سنت کی پیروی کی علامت ہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر (اچھے) کام میں، جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے تھے۔[1]

3۔ پرانا لباس صدقہ کرنا:

نئے لباس کی نعمت پر شکر گزاری کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی راہ میں پرانا لباس کسی ضرورت مند کو دے دیا جائے۔

❁ **فضیلت:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے اور (شکر کی دعا پڑھے) پھر اپنے پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے، تو وہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اللہ کی پناہ اور اس کی حفاظت میں رہتا ہے۔

دائیں طرف کی تحریک: اعصابی طور پر دائیں طرف سے کام شروع کرنا دماغ کے بائیں حصے (Left Hemisphere) کو متحرک کرتا ہے جو منطقی اور مثبت سوچ کا مرکز ہے۔

4۔ سائنسی و نفسیاتی حکمت:

❁ **مثبت نفسیاتی اثر (Dopamine Release):**

سائنسی طور پر نیا لباس پہننے سے انسان کے اندر خوشی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور

---

[1] -صحیح بخاری، کتاب الطهارة، باب التيمن في الوضوء والغسل، حدیث نمبر: 168۔

خوداعتمادی (Self-confidence) میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب اس خوشی کو "دعا" کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے، تو یہ نفسیاتی اطمینان روحانی تسکین میں بدل جاتا ہے۔

❁ **جراثیم سے پاکیزگی (Hygiene):** نیا لباس پہننے سے پہلے اسے دھو لینا یا کم از کم جھاڑ لینا طبی لحاظ سے بہتر ہے تاکہ فیکٹری کے کیمیکلز یا گردوغبار سے جلد محفوظ رہے۔ اسلام میں "طہارت" کا حکم اس کی تائید کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نیا لباس پہننا محض ظاہری چمک دمک کا نام نہیں، بلکہ یہ خالقِ حقیقی کی عطا کردہ نعمت کا اعتراف ہے۔ ایک مومنہ جب سنت کے مطابق نیا لباس پہنتی ہے تو وہ صرف خوبصورت نہیں لگتی بلکہ اس کا ہر عمل عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

ریشمی لباس کا استعمال (خواتین کے لیے خصوصی رخصت)

شریعت مطہرہ میں سونا اور ریشم دو ایسی چیزیں ہیں جو مردوں پر حرام لیکن عورتوں کی فطری نزاکت اور زیب وزینت کے ذوق کی رعایت رکھتے ہوئے ان کے لیے حلال قرار دی گئی ہیں۔

1۔ شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

حلت وحرمت کا ضابطہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ریشم کا ایک ٹکڑا ایک ہاتھ میں اور سونا دوسرے ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

"إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي، حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ"۔

ترجمہ: یہ دونوں (سونا اور ریشم) میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہیں۔[1]

---

[1] -سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الحریر للنساء، حدیث نمبر: 4057۔

جنت کا لباس: قرآن کریم میں اہل جنت (مرد و عورت) کے لباس کے بارے میں فرمایا گیا: ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾۔ (اور وہاں ان کا لباس ریشم ہوگا)۔ دنیا میں بالخصوص خواتین کو اس کی اجازت دے کر ان کے فطری حسن کی قدر کی گئی ہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

- **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):**

خواتین کے لیے ریشم کے جواز کی صراحت:

"يَبَاحُ لِلنِّسَاءِ لُبْسُ الدِّيبَاجِ وَالْحَرِيرِ كُلِّهِ"۔[1]

- **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ مردوں اور عورتوں کے درمیان اس فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حَرُمَ لُبْسُ الْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ...وَجَازَ لِلْمَرْأَةِ"۔[2]

ترجمہ: مرد پر ریشم پہننا حرام ہے... اور عورت کے لیے جائز ہے۔

اہم نکتہ: اگرچہ ریشم عورت کے لیے حلال ہے، لیکن اس کے پہننے میں بھی وہی دو شرائط برقرار رہیں گی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے: ایک یہ کہ وہ اتنا باریک نہ ہو کہ ستر نمایاں ہو، اور دوسرا یہ کہ وہ اس قدر چست نہ ہو کہ جسم کے خدوخال ظاہر کرے۔

سادہ اور موٹا لباس (حجاب کی اصل روح)

شریعتِ مطہرہ میں لباس کا بہترین انتخاب وہ ہے جو دیکھنے میں سادہ اور میٹریل میں دبیز (موٹا) ہو، تاکہ وہ جسم کے رنگ اور ساخت دونوں کو مکمل طور پر چھپا سکے۔

---

[1] -الفتاوی الهندیه، کتاب الکراهية، الباب التاسع فی اللبس، 331/5۔

[2] -ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحة 350/6، دار الفکر، بیروت۔

1۔شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

قرآنی صراحت: اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے تقویٰ کے لباس کو بہترین قرار دیا: ﴿ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾۔[1] ترجمہ: "اور تقویٰ کا لباس، وہ سب سے بہتر ہے"۔مفسرین کے مطابق سادہ اور باوقار لباس تقویٰ کی علامت ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سادگی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ "۔[2]

ترجمہ: سادگی (لباس ووضع قطع میں) ایمان کا حصہ ہے۔

دبیز لباس کی ہدایت: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو انہوں نے ایک باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ دیا اور انہیں "موٹا (دبیز) دوپٹہ" پہنایا۔[3] ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بھانجی کا بھی اس طرح کا واقعہ روایات میں ملتا ہے۔

2-فقہِ اسلامی کا آئینہ

- **فتاویٰ شامی (رد المحتار):** کپڑے کے دبیز ہونے کی حد بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "وَشَرْطُهُ أَنْ لَا يَصِفَ مَا تَحْتَهُ... بِأَنْ لَا يُرَى

---

[1] -سورہ الاعراف: 26۔

[2] -سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الرخصة فی ترک الترجل، حدیث نمبر: 4161۔

[3] -مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ما جاء فی لبس الثياب الرقاق للنساء۔

لَوْنُ الْبَشَرَةِ"۔[1]

ترجمہ: اور (پردے کے لباس کی) شرط یہ ہے کہ وہ نیچے کی چیز کو بیان نہ کرے... اس طرح کہ بدن کی رنگت نظر نہ آئے۔

❁ الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):

سادہ لباس کے بارے میں فقہی نقطہ نظر:

"لُبْسُ الثِّيَابِ الْخَشِنَةِ وَالْغَلِيظَةِ أَفْضَلُ لِأَنَّهُ أَبْعَدُ عَنِ التَّفَاخُرِ"[2]

ترجمہ: کھردرے اور موٹے کپڑے پہننا افضل ہے کیونکہ یہ فخر ومباہات سے دور رکھنے والا ہے۔

3۔ سائنسی حکمت اور طبی فوائد:

❁ جلد کی حفاظت (Dermatological Protection):

سائنسی نقطہ نظر سے موٹا اور دبیز کپڑا (خاص طور پر سوتی یا کتان) جلد کے لیے ایک بہترین حفاظتی تہہ (Protective Barrier) فراہم کرتا ہے۔ یہ سورج کی تپش، گرد وغبار اور ماحولیاتی آلودگی کو جلد کے مساموں تک پہنچنے سے روکتا ہے۔

❁ درجہ حرارت کا ضابطہ (Insulation):

موٹا قدرتی ریشہ (مثلاً کپاس) جسم کے درجہ حرارت کو متوازن رکھتا ہے۔ یہ گرمیوں میں پسینہ جذب کر کے جسم کو ٹھنڈک دیتا ہے اور سردیوں میں جسم کی حرارت کو باہر

---

[1]- ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، جلد: 1، صفحہ: 410، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت۔

[2]- الفتاویٰ الهندیه، کتاب الکراهیة، الباب التاسع فی اللبس، جلد: 5، صفحہ: 333، مطبوعہ: دار الکتب العلمیة۔

نکلنے سے روکتا ہے۔

❁ **نفسیاتی فوائد(Cognitive Ease):**

سادہ لباس پہننے سے انسان"Decision Fatigue"(بار بار فیصلے کرنے کی تھکن) سے بچ جاتا ہے۔نفسیاتی ماہرین کے مطابق سادگی پسند افراد ذہنی طور پر زیادہ یکسو اور پرسکون ہوتے ہیں کیونکہ ان کی توجہ مادیت کے بجائے اپنے کام اور کردار پر ہوتی ہے۔

❁ **حیا کی نفسیات:**

موٹا لباس جسمانی خدوخال کو چھپا کر عورت کو"Objectification"(ایک مادی چیز کے طور پر دیکھے جانے) سے بچاتا ہے،جس سے معاشرے میں اس کا احترام بڑھتا ہے۔

حاصل کلام:

موٹا لباس جسم کا پردہ ہے اور سادہ لباس روح کا پردہ۔جس عورت نے ان دونوں کو اپنا لیا،اس نے گویا حیا کے قلعے میں پناہ لے لی۔

مردانہ مشابہت والے لباس کی ممانعت

اسلامی شریعت میں مرد اور عورت کی فطری اور حیاتیاتی ساخت کے فرق کو برقرار رکھنے کے لیے لباس، وضع قطع اور چال ڈھال میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

1۔شرعی حکم(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

❁ **لعنت کی وعید:** حضور نبی کریم ﷺ نے ان خواتین پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

❁ **حدیث:** "لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ،

وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ"۔[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

❁ **لباس میں تخصیص:** ایک اور روایت میں خاص طور پر لباس کا ذکر ہے:

"لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ"۔[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں والا لباس پہنے، اور اس عورت پر جو مردوں والا لباس پہنے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ

❁ **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ مشابہت کی حد واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أَنَّ التَّشَبُّهَ بِالرِّجَالِ فِي اللِّبَاسِ وَغَيْرِهِ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا"۔[3]

ترجمہ: لباس اور دیگر امور میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنا مکروہِ تحریمی (حرام کے قریب) ہے۔

❁ **الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):**

اس میں صراحت ہے کہ مشابہت کا تعلق عرف (معاشرتی پہچان) سے ہے:

"الْمَرْأَةُ إِذَا لَبِسَتْ نَعْلَ الرَّجُلِ، إِنْ لَبِسَتْ لِلتَّشَبُّهِ بِالرِّجَالِ فَهِيَ

---

[1] - بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال: 5885۔

[2] - سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، حدیث نمبر: 4098۔

[3] - رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحة، 358/6: دار الفکر۔

مَلْعُونَةٌ "۔[1]

ترجمہ: عورت جب مردانہ جوتا پہنے، اگر اس نے یہ مردوں کی مشابہت کے لیے کیا تو وہ ملعون (لعنت کی مستحق) ہے۔

سائنسی حکمت اور سماجی نفسیات:

❁ حیاتیاتی شناخت (Biological Identity):

سائنسی طور پر مرد اور عورت کے ہارمونز اور جسمانی ساخت (Skeletal Structure) میں واضح فرق ہوتا ہے۔ لباس اس شناخت کو تقویت دیتا ہے۔ جب عورت مردانہ لباس (جیسے چست پینٹ شرٹ) پہنتی ہے، تو یہ اس کی نسوانی نزاکت اور فطری رویوں (Feminine Psychology) کو متاثر کرتا ہے۔

❁ نفسیاتی الجھن (Gender Role Confusion):

نفسیاتی ماہرین کے مطابق لباس انسان کے رویے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مردانہ لباس عورت کے اندر جارحانہ پن (Aggressiveness) پیدا کر سکتا ہے، جو کہ اس کی ممتا اور نرم مزاجی کے خلاف ہے، جس سے خاندانی نظام میں توازن بگڑتا ہے۔

❁ اینتھروپومیٹری (Anthropometry):

مردوں کے کپڑے مردانہ جسمانی خدوخال کے مطابق ڈیزائن کیے جاتے ہیں۔ عورت کا انہیں پہننا نہ صرف جسمانی طور پر تکلیف دہ ہو سکتا ہے (جیسے کمر اور کولہوں کے پٹھوں پر دباؤ)، بلکہ یہ اس کے جسم کے مخصوص اعضاء کی غیر ضروری نمائش کا باعث بھی بنتا ہے۔

---

[1] - الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، 333/5۔

حاصل کلام:

مشابہت کا مدار "عرف" (معاشرے) پر ہے۔ اگر کسی علاقے میں مرد اور عورت دونوں قمیض پہنتے ہیں لیکن عورتوں کی قمیض کا ڈیزائن اور کڑھائی مردوں سے مختلف ہے، تو وہ مشابہت میں نہیں آئے گا۔ ممانعت اس وقت ہوگی جب عورت مردوں کے لیے مخصوص وضع قطع (جیسے مردانہ کوٹ، پینٹ، یا ہیئر اسٹائل) اپنائے۔

گھر میں ننگے سر رہنا (حدودِ محرم اور آداب)

شریعتِ اسلامیہ نے عورت کے لیے گھر کے اندر اپنے محرم رشتہ داروں (باپ، بھائی، بیٹا، شوہر وغیرہ) کے سامنے سر کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے، تاہم حیا اور وقار کا تقاضا ہر حال میں ملحوظِ خاطر رہنا چاہیے۔

1۔ شرعی حکم (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

❁ محرموں کے سامنے رعایت:

اللہ تعالیٰ نے سورہ النور میں ان لوگوں کی فہرست بیان فرمائی ہے جن کے سامنے عورت اپنی زینت (بشمول سر اور بال) ظاہر کرسکتی ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ...﴾۔[1]

ترجمہ: اور وہ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں، یا اپنے باپوں کے سامنے...)۔

❁ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حیا کا پہلو):

اگرچہ گھر میں محرم کے سامنے ننگے سر رہنا گناہ نہیں، لیکن فرشتوں کی موجودگی اور

---

[1] - سورہ النور: 31۔

حیا کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ، فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لا يُفَارِقُكُمْ..."۔[1]

ترجمہ: ننگا ہونے (بے پردگی) سے بچو، کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے سوائے قضائے حاجت اور تنہائی کے وقت۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الھندیہ):

محرم کے سامنے کتنے حصے کو ظاہر کرنا جائز ہے، اس کی وضاحت:

"يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى مَحْرَمِهِ... إِلَى الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَالصَّدْرِ وَالسَّاقَيْنِ وَالْعَضُدَيْنِ"۔[2]

ترجمہ: مرد اپنی محرم (عورت) کے سر، چہرے، سینے (گردن کے پاس)، پنڈلیوں اور بازوؤں کی طرف دیکھ سکتا ہے (بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو)۔

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اہم اخلاقی نکتہ بیان کیا ہے کہ اگرچہ دیکھنا جائز ہے، لیکن تقویٰ کا تقاضا پردہ ہی ہے:

"وَالْأَوْلَى أَنْ لَا يَنْظُرَ إِلَى ظَهْرِهَا وَبَطْنِهَا... وَكَذَا فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ"۔[3]

ترجمہ: اور بہتر یہ ہے کہ (محرم بھی) پیٹھ اور پیٹ کی طرف نہ دیکھے... اور یہی حکم عورت کے حق میں مرد (کی طرف دیکھنے) کیلئے بھی ہے (یعنی بہتر یہی ہے کہ نہ دیکھے)۔

---

[1] -جامع الترمذی، ابواب الادب، 2800۔

[2] -الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فی النظر و المس، 327/5۔

[3] -رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحۃ، 367/6 دار الفکر، بیروت۔

3۔سائنسی حکمت اورنفسیاتی اثرات

❁ **ماحول کااثر (Environmental Psychology) :**

نفسیاتی طور پر گھر کے اندر خواتین کا ہر وقت ننگے سر یالا پروائی کے لباس میں رہنا بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جب بچے اپنی ماں یا بہن کو گھر میں بھی باوقار لباس اور سر ڈھانپے دیکھتے ہیں، تو ان کے اندر "حیا" کا تصور پختہ ہوتا ہے۔

❁ **بالوں کی حفاظت:**

طبی اور حفظانِ صحت کے نقطہ نظر سے، کچن میں کام کرتے وقت یا گھر کی صفائی کے دوران سر ڈھانپنا بالوں کو دھوئیں، چکنائی اور مٹی سے بچاتا ہے۔

❁ **تھرموریگولیشن:**

سائنسی طور پر سر کا ڈھانپا ہونا جسمانی درجہ حرارت کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے، خاص طور پر سرد موسم میں سر کے ذریعے جسم کی کافی حرارت ضائع ہوتی ہے، جسے ڈھانپ کر کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

❁ **وقار اور عزتِ نفس:**

نفسیاتی ماہرین کے مطابق، وہ خواتین جو گھر میں بھی خود کو مرتب اور ڈھانپ کر رکھتی ہیں، وہ اپنی ذات کے بارے میں زیادہ مثبت اور پر اعتماد محسوس کرتی ہیں (Self-respect)۔

حاصل کلام:

گھر کے اندر محرموں کے سامنے سر کھولنے کی اگرچہ "شرعاً اجازت" ہے، لیکن بزرگوں اور معزز رشتہ داروں کے سامنے سر ڈھانپ کر رکھنا "اسلامی تہذیب اور خاندانی ادب" کا وہ خوبصورت حصہ ہے جو ایک مومنہ کو عام عورتوں سے ممتاز کرتا ہے۔

مشرک اور فاسق عورتوں کے سامنے اظہارِ زینت

ایک مسلمان خاتون کے لیے جہاں نامحرم مردوں سے پردہ لازم ہے، وہیں ایسی خواتین (مشرک، غیر مسلم یا علانیہ گناہ کرنے والی فاسق عورتوں) کے سامنے بھی اپنی زینت ظاہر کرنے میں احتیاط برتنی چاہیے جو حیا کے اسلامی معیار سے واقف نہیں یا جو دوسروں کے سامنے جسمانی اوصاف بیان کرنے سے گریز نہیں کرتیں۔

1-شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

قرآنی اشارہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أَوْ نِسَآئِهِنَّ "۔[1]

ترجمہ: اور اپنی عورتوں کے سامنے زینت ظاہر کرسکتی ہیں۔

اکثر مفسرین (جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق یہاں "نِسَآئِهِنَّ" (اپنی عورتیں) سے مراد صرف "مسلمان عورتیں" ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عمل:

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان عورتیں (شام کے حماموں میں) مشرک عورتوں کے ساتھ نہاتی ہیں۔ آپ انہیں اس سے روک دیں، کیونکہ کسی غیر مسلمہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان عورت کا بدن دیکھے۔[2]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ: فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الهندیہ):

غیر مسلم عورت کے سامنے پردے کی حد واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

---

[1] -سورہ النور: 31۔

[2] -تفسیر ابن کثیر، سورہ النور، آیت: 31۔

"تُنْزَلُ الْكَافِرَةُ مَنْزِلَةَ الرَّجُلِ الْأَجْنَبِيِّ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمُسْلِمَةِ... فَلَا يَجُوزُ لِلْمُسْلِمَةِ أَنْ تَنْزِعَ خِمَارَهَا عِنْدَ الذِّمِّيَّةِ"۔[1]

ترجمہ: مسلمان عورت کے (بدن کو) دیکھنے کے معاملے میں کافرہ عورت اجنبی مرد کے درجے میں ہے... لہٰذا مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر مسلمہ کے سامنے اپنا دوپٹہ اتارے۔

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فاسق (علانیہ گناہ کرنے والی) عورت کو بھی اسی حکم میں شامل کیا ہے: "وَيَنْبَغِي أَنْ تُؤْمَرَ الْمُسْلِمَةُ أَنْ لَا تَتَجَرَّدَ بَيْنَ يَدَيْ فَاسِقَةٍ لِأَنَّهَا تَصِفُهَا عِنْدَ الرِّجَالِ"۔[2]

ترجمہ: اور مناسب یہ ہے کہ مسلمان عورت کو حکم دیا جائے کہ وہ کسی فاسقہ (بدکردار عورت) کے سامنے برہنہ (بے پردہ) نہ ہو، کیونکہ (اندیشہ ہے کہ) وہ فاسقہ عورت مردوں کے سامنے اس کے اوصاف بیان کرے گی۔

3۔ سائنسی وسماجی حکمت

❁ حفاظتِ رازداری (Information Privacy):

سماجی نفسیات کے مطابق، غیر مسلم یا فاسق خواتین کا اخلاقی ڈھانچہ مسلمان عورت سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ "ستر" کے تصور سے ناواقف ہوسکتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ نادانستہ یا دانستہ طور پر کسی مسلمان خاتون کی جسمانی ساخت کی تفصیلات مردوں تک پہنچا سکتی ہیں، جو کہ ایک "سائبر سیکیورٹی" یا "پرسنل پرائیویسی" کے نقض (Breach) کے

---

[1] - الفتاویٰ الهندیه، الباب الثامن فی النظر و المس، جلد: 5/327۔

[2] - رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحة، 6/371 دار الفکر، بیروت۔

مترادف ہے۔

۞ نفسیاتی اثر:

جب ایک مسلمان خاتون ہر قسم کی عورت کے سامنے بے پردہ نہیں ہوتی، تو اس کے لاشعور میں "حیا کا تحفظ" ایک مستحکم نظام کی طرح کام کرتا ہے، یہ اسے "مخلوط معاشرے" میں اپنی انفرادیت برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

۞ سماجی اخلاقیات:

طبی اور اخلاقی تحقیقات بتاتی ہیں کہ انسان جن لوگوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر کرتا ہے، ان کے ساتھ ایک نفسیاتی قربت (Psychological Intimacy) پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مومنہ کی یہ قربت صرف ان لوگوں تک محدود رہے جو اس کی حرمت اور حیا کے ضابطوں کا احترام کرتے ہیں۔

حاصل کلام:

اگرچہ بعض فقہاء کرام نے ضرورت کے وقت (جیسے علاج یا میل جول) غیر مسلم عورتوں کے سامنے چہرہ یا ہاتھ کھولنے کی گنجائش دی ہے، لیکن اصل تقویٰ یہی ہے کہ مومنہ اپنی زینت کا اظہار صرف ان کے سامنے کرے جو "امانت دار" ہوں اور جن کا اٹھنا بیٹھنا حیا کے دائرے میں ہو۔

بالوں کی آرائش (سلیقہ، کٹنگ اور مصنوعی بال)

بال عورت کی فطری خوبصورتی کا اہم حصہ ہیں، جنہیں سلیقے سے رکھنا اور سنوارنا مستحسن ہے، تاہم ان میں ایسی تبدیلی کرنا جو فطرت کے خلاف ہو یا اس میں غیر اقوام کی مشابہت ہو، شرعاً ممنوع ہے۔

1۔شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مصنوعی بال جوڑنے پر لعنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث: "لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"۔[1]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔

بال کٹوانے کی ممانعت: مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے بال کٹوانا ممنوع ہے، البتہ ضرورت یا حج وعمرہ کے موقع پر معمولی کٹوتی (قصر) کی اجازت ہے۔

اونٹ کے کوہان جیسا جوڑا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں کے بارے میں وعید بیان فرمائی جو سر پر بالوں کے بڑے بڑے جُوڑے بناتی ہیں:

حدیث: "رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ"۔[2]

ترجمہ: ان کے سربختی اونٹ کے مائل کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

فتاویٰ شامی (ردالمحتار) :

بال کٹوانے کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قَطَعَتْ شَعْرَ رَأْسِهَا أَثِمَتْ وَلُعِنَتْ...لِأَنَّهُ تَشَبُّهٌ بِالرِّجَالِ"۔[3]

ترجمہ: اگر عورت اپنے سر کے بال (بغیر ضرورت) کاٹے تو وہ گنہگار اور ملعون

---

[1] -صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، حدیث نمبر: 5934۔

[2] -صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات، حدیث نمبر: 2128۔

[3] -ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ 6/407 دار الفکر، بیروت۔

ہے... کیونکہ یہ مردوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

❁ فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):

مصنوعی بالوں (Wig) کے حوالے سے صراحت:

"وَصْلُ الشَّعْرِ بِشَعْرِ الآدَمِيِّ حَرَامٌ.... أَمَّا الصُّوفُ وَالْوَبَرُ فَلَا بَأْسَ بِهِ"۔[1]

ترجمہ: انسانی بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ جوڑنا حرام ہے... البتہ اون یا دھاگے (جو بالوں جیسے نہ ہوں) کو جوڑنے میں حرج نہیں۔

3۔ سائنسی حکمت اور طبی تجزیہ

❁ بالوں کی جڑوں پر دباؤ (Traction Alopecia):

سائنسی طور پر بال جوڑنے (Hair Extensions) یا بہت بھاری مصنوعی جُوڑا بنانے سے قدرتی بالوں کی جڑوں پر مسلسل دباؤ رہتا ہے۔ اس سے "ٹریکشن ایلو پیشیا" نامی بیماری ہوسکتی ہے جس میں بال جڑ سے کمزور ہوکر مستقل گرنا شروع ہوجاتے ہیں۔

❁ حیاتیاتی انفیکشن:

انسانی بالوں کو جوڑنے سے بیکٹیریل یا فنگل انفیکشن کا خطرہ رہتا ہے، کیونکہ دوسرے انسان کے بالوں میں موجود خردبینی جاندار آپ کی جلد (Scalp) کو متاثر کرسکتے ہیں۔

❁ نفسیاتی پہلو:

مصنوعی بال یا وگ کا استعمال انسان کے اندر "احساسِ کمتری" اور "تصنع" (Artificiality) کو جنم دیتا ہے۔ اسلام "فطری حسن" کو برقرار رکھنے پر زور دیتا ہے تاکہ انسان ذہنی طور پر اپنی اصل ساخت سے مطمئن رہے۔

---

[1] -الفتاوی الھندیہ، الباب التاسع عشر فی التداوی 5/358۔

❁ تھرموریگولیشن:

سر پر بالوں کا غیر ضروری بوجھ یا مصنوعی تہہ سر کے درجہ حرارت کو متاثر کرتی ہے، جس سے سر درد یا خارش جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔

حاصل کلام:

بالوں کو صاف ستھرا رکھنا، کنگھی کرنا اور تیل لگانا سنت ہے، لیکن انہیں کاٹ کر مردوں جیسا بننا یا دوسروں کے بال جوڑ کر دھوکہ دینا اسلامی جمالیات کے خلاف ہے۔ حیا دار عورت وہ ہے جس کے بال اس کی ستر پوشی میں معاون ہوں، نہ کہ شہرت کا ذریعہ۔

بالوں کے دیگر اہم شرعی وطبی مسائل

❁ (الف) سفید بالوں کو رنگنا اور کالا خضاب:

سفید بالوں کو چھپانے کے لیے رنگنا جائز ہے، لیکن خالص کالے رنگ (Black Dye) سے بچنا چاہیے، کیونکہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

شرعی حکم: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سفیدی کو بدل دو (رنگ لو) مگر کالے رنگ سے بچو"۔[1] البتہ مہندی (سرخ) یا کتم (سیاہ مائل بہ سرخی) کا استعمال جائز ہے۔

فقہی حوالہ: فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "سفید بالوں پر مہندی یا وسمہ لگانا جائز ہے، لیکن خالص سیاہ خضاب سے بچنا بہتر ہے، الا یہ کہ شوہر کی خوشنودی مقصود ہو"۔[2]

سائنسی حکمت:

کالے خضاب میں عموماً (Paraphenylenediamine) PPD کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو جلد کی الرجی اور بعض صورتوں میں بالوں کی جڑوں کو مستقل نقصان

---

[1] - صحیح مسلم 2102۔

[2] - الفتاوی الهندیة: 359/5۔

پہنچانے کا باعث بنتی ہے۔

۞ (ب) غیر فطری مقامات کے بال ہٹانا (ہاتھ، پاؤں اور چہرہ):

خواتین کے لیے ماتھے، گالوں، ہاتھ، پاؤں یا ٹھوڑی پر اگنے والے بالوں کو صاف کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ شوہر کے لیے زینت کی خاطر مستحسن ہے۔

فقہی حوالہ: فتاویٰ شامی میں صراحت ہے: "عورت کے چہرے پر اگر ایسے بال اگ آئیں جو مردوں کی مشابہت پیدا کریں (جیسے داڑھی یا مونچھ) تو انہیں ہٹانا واجب کے قریب ہے تاکہ شوہر کو نفرت نہ ہو"۔[1]

سائنسی حکمت: طبی طور پر خواتین کے چہرے پر بالوں کا غیر ضروری اگنا (Hirsutism) بعض اوقات ہارمونز کی خرابی (مثلاً PCOS) کی علامت ہوتا ہے۔ ان بالوں کو ہٹانا نفسیاتی صحت اور خود اعتمادی کے لیے ضروری ہے۔

۞ (ج) بالوں کا ہدیہ یا بیع (خرید و فروخت):

فتاوی شامی میں ہے کہ: جس کا خلاصہ اور مفہوم یہ ہے کہ انسانی بالوں کی خرید و فروخت شرعاً جائز نہیں ہے۔

بلکہ بال انسانی جسم کا حصہ ہونے کی وجہ سے قابلِ احترام ہیں، نیز اجنبی مرد کے لیے عورت کے ٹوٹے ہوئے بالوں کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے، اس لیے سر میں کنگھی کرتے ہوئے عورتوں کے جو بال گر جائیں انہیں کسی جگہ دفنا دینا چاہیے، اگر دفنانا مشکل ہو تو کسی کپڑے وغیرہ میں ڈال کر ایسی جگہ ڈال دیئے جائیں جہاں کسی اجنبی کی نظر نہ پڑے۔[2]

---

[1] - شامیة 6/373۔

[2] - شامیة 5/58 ط: سعید۔

سماجی حکمت: بالوں کی تجارت خواتین کے استحصال کا باعث بنتی ہے اور معاشرے میں مادہ پرستی کوفروغ دیتی ہے۔

❁ (د) بال کٹوانے کی حدود(کی مزید وضاحت):

قرآنی ارشاد: گھنے اور لمبے بال عورتوں کے لیے باعث زینت ہیں، تفسیر روح البیان میں ہے کہ" آسمانوں میں بعض فرشتوں کی تسبیح کے الفاظ یہ ہیں: پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کوداڑھی سے زینت بخشی ہے اورعورتوں کو چوٹیوں سے"۔[1]

عورتوں کا بلا عذر کے سر کے بالوں کو کاٹنا اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے، ایسی عورتوں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔

❁ **حدیث:** مشکاۃ شریف کی روایت میں ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کی لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں"۔

❁ فقہِ اسلامی کا آئینہ:

البتہ اگر شرعی عذر ہو مثلاً: علاج کی غرض سے بال کٹوانے ہوں یا بال اتنے طویل ہوجائیں کہ سرین سے بھی نیچے ہوجائیں اور عیب دار معلوم ہوں تو فقط زائد بالوں کا کاٹنا جائز ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ عورتوں کا مردوں کی مشابہت یا فیشن کے طور پر بال کاٹنا ناجائز ہے حتی کہ اس معاملہ میں شوہر کی اطاعت بھی جائز نہیں۔[2]

---

[1] -تفسیر روح البیان،1/177،ط:داراحیاء التراث۔

[2] -البحر الرائق،8/233،ط:دارالمعرفہ-فتاوی رحیمیہ10/120،ط:دارالاشاعت۔

حاصل کلام:

بال مومنہ کا قدرتی "تاج" ہیں، ان کی حفاظت سنت ہے اور ان میں مبالغہ آرائی (مصنوعی پیوند کاری یا غیر قوموں کی نقالی) حیا اور فطرت کے خلاف ہے۔

چہرے کی زیب وزینت (احکام وآداب)

زیب وزینت اور بناؤ سنگھار ایک فطری چیز ہے اور اس فطری تقاضے کے پیشِ نظر شریعت نے جہاں زیب وزینت کی اجازت دی ہے، وہیں دیگر چیزوں کی طرح زیب وزینت سے متعلق بھی جائز اور ناجائز کاموں کے بارے میں قرآن وحدیث میں خوب واضح احکام بیان فرما کر ان کی حد بندی بھی کی ہے، جس کی وجہ سے زیب وزینت اور میک اَپ کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، لہذا شریعت کی حدود میں رہ کر میک اَپ کے لیے ایسی اشیاء کا استعمال کرنا جائز ہے جو پاک اور حلال اجزاء پر مشتمل ہوں، نیز تزیین وتحسین کے لیے کسی بھی قسم کی ایسی کوئی صورت اختیار نہیں کی جاسکتی جو شریعت میں منع ہو۔

کیا اسلام میں میک اَپ جائز ہے؟ کیا یہ ناشکری کا اظہار نہیں ہے؟

میک اپ اور زیب وزینت کی جو صورتیں جائز ہیں وہ اللہ جل جلالہ کی ناشکری میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ اللہ جل جلالہ نے تو خود عورتوں کو جائز حدود میں رہ کر اعتدال کے مطابق بناؤ سنگار کرنے اور زیب وزینت اختیار کرنے کا اشارہ فرمایا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

﴿أَوَمَن يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ﴾۔

ترجمہ: "کیا جو کہ (حادثاً) آرائش میں نشوونما پائے اور وہ مباحثہ میں قوتِ بیان

بھی نہ رکھے"۔[1]

اللہ جل جلالہ نے زیب وزینت کی تلاش کے اسباب کوبطور نعمت اوراحسان ذکر فرمایا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا﴾۔

ترجمہ: "اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو (بھی) مسخر بنایا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا) گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو"۔[2]

اسی طرح بعض صورتوں میں زیب وزینت ترک کرنے پر ملامت کا اظہار بھی فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾۔

ترجمہ: "فرمایئے کہ آخر کون ہے جس نے زینت کے اس سامان کو حرام قرار دیا ہو جو اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کیا ہے"۔

اور شرعی حدود میں رہ کر زیور کو پسند کرنے کے ساتھ ساتھ، شریعت کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے پر وعید بھی بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ سنن ترمذی میں ہے:

"مثل الرافلة فی الزینة فی غیر أھلھا کمثل ظلمة یوم القیامة لا نور لھا"۔[3]

ترجمہ: اپنے خاوند کے علاوہ دوسروں کے لیے زیب وزینت اختیار کرنے والی

---

[1] -بیان القرآن، سورۃ الزخرف، الآیة: 18، 3/361، ط: رحمانیة۔

[2] -بیان القرآن، سورۃ النحل، الآیة: 14، 2/329، ط: رحمانیة۔

[3] -سنن ترمذی 1167۔

عورت قیامت کے دن ایسی تاریکی میں ہوگی کہ وہاں روشنی کی کوئی صورت بھی نہیں ہوگی"۔(اسی طرح میک اپ کی تمام خلافِ شرع صورتیں بھی اس وعید کے تحت داخل ہیں)۔ہاں البتہ آج کل کے مروج میک اپ اور زیب و زینت کی اکثر صورتیں اسراف، دھوکہ دہی،لغویات،ضیاع وقت،تغییرخلق اللہ،ناشکری اوردیگر بہت سی قباحتوں کوشامل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

❁ غیرشادی شدہ لڑکی کا میک اپ کرنا:

میک اپ تو زیب وزینت کے لیے ہوتا ہے اور وہ عورت اپنے لیے بھی کرسکتی،اس کاتعلق شادی یا غیرشادی شدہ ہونے سے نہیں ہے،سورۃ النور کی مذکورہ آیت میں عورتوں کوزیب وزینت اختیارکرنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ تواس کی فطرت ہے، بلکہ زیب وزینت کواختیار کرکسی کے سامنے ظاہرکرنے سے منع کیا ہے،اسی بنیاد پر آیت کے الفاظ ہیں"ولایبدین " کہ وہ ظاہرنہ کریں (اپنی زینت کومگر۔۔۔۔۔۔)،باقی شادی شدہ لڑکی اپنی زیب وزینت اپنے شوہراوردیگرمحرموں کے سامنے ظاہرکرسکتی ہے،یعنی اپنے محرموں کے سامنے پردہ کاحکم نہیں ہے،اسی طرح غیرشادی شدہ لڑکی کا شوہرتونہیں،لیکن وہ اپنے لیےزیب وزینت اختیارکرسکتی ہے،غیرمحرموں کے سامنے پردہ کرے جبکہ محارم سے پردہ کی ضرورت نہیں ہے۔

روح المعانی میں ہے:

"وقال ابن بحر: الزينة تقع على محاسن الخلق التى فعلها الله تعالى وعلى ما يتزين به من فضل لباس، والمراد فى الآية النهى عن إبداء ذلك لمن ليس بمحرم...."۔[1]

---

[1]-روح المعانی سورۃالنور،ج9،ص336،دارالکتب العلمیۃ۔

ترجمہ: اور ابن بحر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "زینت" کا اطلاق (دو چیزوں پر) ہوتا ہے؛ ایک تو ان جسمانی محاسن اور خوبصورتی پر جو اللہ جل جلالہ نے (انسان کی ساخت میں) پیدا فرمائے ہیں، اور دوسرا ان زائد چیزوں (آرائش) پر جن کے ذریعے انسان خود کو مزین کرتا ہے جیسے عمدہ لباس وغیرہ۔ اور آیتِ کریمہ میں مراد یہ ہے کہ ان (دونوں قسم کی زینتوں) کو کسی ایسے شخص کے سامنے ظاہر کرنے سے روکا جائے جو محرم نہ ہو"۔

ابن بحر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے دو اہم نکات واضح ہوتے ہیں:

1- زینتِ خلقی (Natural Beauty): اس سے مراد وہ حسن ہے جو انسان کی پیدائشی ساخت میں ہے (جیسے چہرے کے مہرے، بالوں کی ساخت، اور قدوقامت)۔

2- زینتِ مکتسبہ (Acquired Beauty): اس سے مراد وہ آرائش ہے جو انسان باہر سے اختیار کرتا ہے (جیسے لباس، زیورات، مہندی اور میک اپ)۔

شرعی نکتہ: شریعت نے ان دونوں ہی کو نامحرم کے سامنے ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے تاکہ فتنہ کا سدِ باب ہو سکے۔

میک اپ اور کریموں کا استعمال (Cosmetics)

جیسا کہ ابھی ذکر ہو چکا کہ گھر کے اندر شوہر کی خوشنودی کے لیے چہرے پر میک اپ، پوڈر اور لوشن وغیرہ لگانا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی ناپاک اجزاء شامل نہ ہوں۔

❁ شرعی و فقہی حکم:

حکم: اگر میک اپ کے اجزاء پاک ہوں اور وہ جلد پر ایسی تہہ نہ بنائیں جو پانی کو پہنچنے سے روکے (وضو کے لیے)، تو اس کا استعمال جائز ہے۔

فقہی نقطہ نظر: ہندیہ میں ہے: "تُزَيِّنُ الْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا بِالْكُحْلِ وَالْخِضَابِ

وَغَیْرِ ذٰلِكَ مِمَّا یُزَیِّنُهَا "۔[1]

ترجمہ: عورت اپنے شوہر کے لیے سرمہ، مہندی اور ہر اس چیز سے زینت اختیار کرے جو اسے خوبصورت بنائے۔

❁ سائنسی وطبی حکمت:

جلد کی حفاظت: معیاری لوشنز اور کریمیں جلد کو سورج کی تپش اور خشکی سے بچاتی ہیں۔ تاہم، بہت زیادہ کیمیکلز (جیسے Mercury یا پارے والی کریمیں) جلد کے خلیات (Melanocytes) کو تباہ کر دیتی ہیں، جو کہ "تغیرِ خلق اللہ" (اللہ جل جلالہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلنے) کے زمرے میں آ سکتا ہے۔

لپ اسٹک اور ہونٹوں کی آرائش:

ہونٹوں پر سرخی (Lipstick) لگانا زینت کا حصہ ہے، لیکن اس کے لیے چند شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

❁ شرعی وفقہی حکم:

پردے کا حکم: اگر لپ اسٹک لگا کر باہر نکلنا ہو تو چہرے کا پردہ (نقاب) لازم ہے، کیونکہ یہ "زینتِ ظاہر" میں شامل نہیں بلکہ پرکشش زینت ہے۔

فقہی حوالہ: شامیہ میں ہے "اَلْمَرْأَۃُ مَنْهِیَّۃٌ عَنْ إِظْهَارِ الزِّیْنَۃِ لِلْأَجَانِبِ"[2]

ترجمہ: عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے زینت ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

---

[1] - الفتاوی الھندیہ، کتاب الکراھیۃ الباب التاسع عشر فی التداوی، جلد:5، صفحہ: 359، مطبوعہ: مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ۔

[2] - رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحۃ، 6/363 ایچ ایم سعید، کراچی۔

❁ سائنسی وطبی حکمت:

وضو کا مسئلہ:

سائنسی طور پر بعض لپ اسٹک"Long Lasting اور Waterproof"
ہوتی ہیں جن میں ویکس (Wax) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہونٹوں پر ایک واٹر پروف
تہہ بنادیتی ہیں جو وضو کے پانی کو ہونٹوں تک نہیں پہنچنے دیتی، جس سے وضو نہیں ہوتا۔

سرمہ اور کاجل کا استعمال:

سرمہ لگانا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ آنکھوں کی بصارت اور زینت دونوں
کے لیے بہترین ہے۔

❁ شرعی وفقہی حکم:

سنت کا پہلو: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا:-"اکتحلوا بالاثمد، فإنه یجلو البصر وینبت الشعر"۔[1]

ترجمہ:"اثمد کا سرمہ لگایا کرو کیونکہ یہ نگاہ کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے"۔

❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سونے سے قبل سرمہ استعمال کرنے کا معمول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ:" أن النبی ﷺ کانت له
مکحلة یکتحل منها کل لیلة ثلاثة فی هذه وثلاثة فی هذه"۔[2]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر
رات (سونے سے پہلے) اس آنکھ میں تین سلائیاں اور اس (دوسری) آنکھ میں تین

---

[1] -جامع ترمذی: 1757، سنن ابن ماجه: 3495۔

[2] -سنن ترمذی: 1757، شمائلِ ترمذی: 50۔

سلائیاں لگایا کرتے تھے۔

❁ لگانے کا طریقہ:

مختلف روایات کے مجموعے سے سرمہ لگانے کے دو طریقے ثابت ہیں:

1- ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگانا (جیسا کہ اوپر ذکر ہوا)۔

2- دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں لگانا (تاکہ مجموعی تعداد 5 ہو جائے اور طاق کا عدد برقرار رہے)۔

فقہی حوالہ: "لَا بَأْسَ بِالْكُحْلِ لِلنِّسَاءِ لِلزِّينَةِ"۔[1]

ترجمہ: عورتوں کے لیے زینت کی خاطر سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

❁ سائنسی وطبی حکمت:

بصارت کی بہتری: طبی تحقیقات کے مطابق اصلی سرمہ (خصوصاً اثمد) آنکھوں کے پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے اور جراثیم کش (Antiseptic) خصوصیات رکھتا ہے جو آنکھوں کو انفیکشن سے بچاتا ہے۔

ناک چھیدنا اور اس میں زیور پہننا (نتھ استعمال کرنا):

خواتین کے لیے اپنی زینت کی خاطر ناک چھیدنا اور اس میں نتھ یا لونگ پہننا شرعاً جائز اور مباح ہے، یہ زمانہ قدیم سے خواتین کی معروف زینت چلی آرہی ہے اور اسے شریعت نے برقرار رکھا ہے۔

❁ **جواز کی دلیل:** احادیثِ مبارکہ میں صحابیات رضی اللہ عنہن کے زیورات کا تذکرہ ملتا ہے جن میں بالیاں اور دیگر زیورات شامل تھے۔ چونکہ ناک چھیدنا کان چھیدنے کی طرح

---

[1]- الفتاویٰ الهندیہ، کتاب الکراهیة 5/359۔

زینت کا ایک ذریعہ ہے اور اس میں کوئی ایسی قباحت نہیں جو مقاصدِ شریعت کے خلاف ہو، اس لیے فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ناک چھیدنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قُلْت: إِنْ كَانَ مِمَّا تَتَزَيَّنُ النِّسَاءُ بِهِ كَمَا هُوَ فِي بَعْضِ الْبِلَادِ فَهُوَ كَثَقْبِ الْأُذُنِ"۔[1]

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اگر ناک چھیدنا ان چیزوں میں سے ہو جن سے عورتیں زینت حاصل کرتی ہیں، جیسا کہ بعض علاقوں (جیسے ہندوستان وغیرہ) میں رواج ہے، تو یہ کان چھیدنے کی طرح (جائز) ہے۔

❁ الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):

اگرچہ اس میں کان چھیدنے کا ذکر تفصیل سے ہے، لیکن فقہاء نے اسی پر ناک چھیدنے کو قیاس کیا ہے: "لَا بَأْسَ بِثَقْبِ أُذُنِ الطِّفْلَةِ لِتَعْلِيقِ الْقُرْطِ فِيهَا"۔[2]

ترجمہ: بچی کے کان چھیدنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ اس میں بالی لٹکائی جاسکے۔

خلاصہ:

ناک چھیدنا اگرچہ ایک مباح زینت ہے، لیکن اس میں بھی مبالغہ آرائی (مثلاً ناک میں بہت سے سوراخ کرنا یا غیر اقوام کی مخصوص وضع قطع اپنانے) سے بچنا چاہیے

[1] -ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ 420/6 ایچ ایم سعید، کراچی۔

[2] -الفتاویٰ الھندیہ، الباب التاسع عشر فی التداوی، 357/5۔

تاکہ حیا اور وقار کا پہلو نمایاں رہے۔

5۔ دانتوں کو رگڑنا اور باریک کروانا (المتفلجات للحسن)

دانتوں کی قدرتی ساخت کو محض خوبصورتی کی خاطر تبدیل کرنا، انہیں ریتی سے رگڑ کر باریک کرنا یا ان کے درمیان مصنوعی فاصلہ پیدا کرنا شرعاً ممنوع اور لعنت کا باعث ہے۔

1۔ شرعی حکم (حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

❁ **لعنت کی وعید:** رسول اللہ ﷺ نے حسن و جمال کی خاطر دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث: "لَعَنَ اللهُ... الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ"۔[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے... خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر، جو اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کی ممانعت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ: أَيْ لِأَجْلِ الْحُسْنِ، أَمَّا لَوِ احْتَاجَتْ إِلَيْهِ لِمُدَاوَاةٍ وَنَحْوِهَا فَلَا بَأْسَ بِهِ"۔[2]

ترجمہ: "المتفلجات للحسن" سے مراد وہ عورتیں ہیں جو محض حسن کی خاطر ایسا کریں، لیکن اگر علاج یا کسی عیب کو دور کرنے کی غرض سے اس کی ضرورت پڑے تو اس

---

[1] - صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن: 5943۔

[2] - رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحۃ 6/373۔

میں کوئی حرج نہیں۔

❁ **الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):**

دانتوں کے علاج اور سونے کے دانت کے بارے میں ضابطہ:

"وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشُدَّ أَسْنَانَهُ بِالذَّهَبِ إِذَا خَشِيَ سُقُوطَهَا"۔[1]

ترجمہ: اگر دانتوں کے گرنے کا ڈر ہو تو انہیں سونے (یا کسی دھات) سے جڑوانے میں کوئی حرج نہیں۔

3۔ سائنسی حکمت اور طبی نقصانات:

جدید دندان سازی (Dentistry) دانتوں کو رگڑنے (Teeth Shaving) کے درج ذیل سنگین نقصانات بیان کرتی ہے:

❁ **ایمل (Enamel) کی تباہی:** دانت کی سب سے اوپر والی حفاظتی تہہ کو ایمل کہتے ہیں۔ اسے رگڑنے سے یہ تہہ مستقل ختم ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ تہہ دوبارہ نہیں بنتی، اس لیے دانت ہمیشہ کے لیے کمزور ہو جاتے ہیں۔

❁ **دانتوں کا جلد گرنا:** رگڑنے سے دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں، جس سے وقت سے پہلے دانتوں کے ہلنے اور گرنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

❁ **انفیکشن اور درد:** دانتوں کے درمیان مصنوعی فاصلہ پیدا کرنے سے وہاں خوراک کے ذرات پھنسنے لگتے ہیں، جو مسوڑھوں کی بیماریوں (Gingivitis) اور شدید انفیکشن کا سبب بنتے ہیں۔

---

[1] - الفتاوی الھندیۃ، الباب التاسع عشر فی التداوی 5/358۔

فائدہ: نکلے ہوئے دانتوں کو گھسوانا:

واضح رہے کہ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے عیب کے ازالے کی غرض سے (ہلاکتِ جان سے امن کی صورت میں) انسان کے کسی زائد عضو کو کاٹنے کی اجازت دی ہے، لہذا سامنے کے دانتوں کا بڑھ جانا تکلیف دہ ہو، یا باعثِ عیب ہو چہرہ یا منہ بدنما معلوم ہوتا ہو، تو ان کو گھسوانا جائز ہے۔[1]

حاصل کلام:

اسلام نے بیماری کے علاج (جیسے ٹیڑھے دانتوں کو بریسز کے ذریعے سیدھا کرنے) کی اجازت دی ہے، کیونکہ یہ عیب کو دور کرنا ہے۔لیکن محض فیشن کے لیے دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنا یا ان کے درمیان خلا پیدا کرنا اللہ کی عطا کردہ "صحت" اور "ساخت" دونوں کی توہین ہے، اسی لیے اسے لعنت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا:

زیورات کی حد تک تو عورتوں کو سونا استعمال کرنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ مرد و عورت کا حکم برابر ہے یعنی جس طرح مردوں کے لئے سونے کا استعمال ممنوع ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سونا استعمال کرنا ممنوع ہے، لہذا محض زینت کے لئے سونے کا خول چڑھانا جائز نہیں۔[2]

---

[1]- فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:"إذا أراد الرجل أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر قال نصير - رحمه الله تعالى - إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك"۔(كتاب الكراهية:360/5)

[2]- رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/ ٣٤١، سعيد۔

چہرا گودوانا یا ٹیٹو بنوانا (الواشمات)

جسم کے کسی بھی حصے، خاص طور پر چہرے پر سوئی سے چھید کر کے رنگ بھرنا (گودوانا یا ٹیٹو بنوانا) شرعاً قطعی حرام اور کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ یہ اللہ کی بنائی ہوئی تخلیق میں غیر فطری اور مستقل تبدیلی ہے۔

1۔ شرعی حکم (حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

❁ **لعنت کی وعید:** رسول اللہ ﷺ نے جسم گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث: "لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ"۔[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے جسم گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر۔

وضاحت: "**وشم**" (گودوانا) کا مطلب ہے سوئی یا کسی نوکدار چیز سے چہرے یا بدن پر چھید کر کے اس میں سرمہ، نیل یا کوئی رنگین پاؤڈر بھر دینا، جس سے وہ جگہ نیلی یا کالی ہو جائے اور یہ نقش مستقل قائم رہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الهندیہ):**

جسم گودوانے کی حرمت اور توبہ کے بعد اس نقش کو ہٹانے کا حکم:

" الْوَشْمُ حَرَامٌ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ... وَتَجِبُ إِزَالَتُهُ إِنْ أَمْكَنَ بِدُونِ مَشَقَّةٍ "۔[2]

---

[1] ۔صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الواشمات، 5943، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

[2] - الفتاوی الهندیة، الباب التاسع عشر فی التداوی 358/5۔

ترجمہ: جسم گودوانا حرام ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ اللہ نے گودنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے...اور اگر بغیر مشقت اور نقصان کے ممکن ہو تو توبہ کے بعد اس نقش کو ہٹانا واجب ہے۔

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اس عمل کو "ملعون" قرار دینے کی وجہ "تغییرِ خلق اللہ" بیان کرتے ہیں:

"اَلْوَشْمُ...لِأَنَّهُ تَغْيِيرُ خَلْقِ اللهِ تَعَالَى بِغَيْرِ ضَرُورَةٍ"۔[1]

ترجمہ: گودوانا...(حرام ہے) کیونکہ یہ بغیر کسی ضرورت کے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی ہے۔

3۔سائنسی حکمت اور طبی نقصانات

❁ **خطرناک بیماریوں کا پھیلاؤ:** ٹیٹو بنانے کے لیے استعمال ہونے والی سوئیاں اگر جراثیم سے پاک نہ ہوں (جو کہ اکثر ہوتا ہے)، تو وہ براہِ راست خون کے ذریعے ایچ آئی وی (HIV/AIDS)، ہیپاٹائٹس بی اور سی جیسے جان لیوا وائرس ایک انسان سے دوسرے میں منتقل کر سکتی ہیں۔

❁ **رنگوں کے زہریلے اثرات:** ٹیٹو کے رنگوں (Inks) میں بھاری دھاتیں (مثلاً Barium, Arsenic,Lead) پائی جاتی ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق، یہ رنگ جلد کے مساموں سے جذب ہو کر لمف نوڈس (Lymph Nodes) اور جگر میں جمع ہو جاتے ہیں، جو طویل مدت میں کینسر (Skin Cancer) کا باعث بن سکتے ہیں۔

---

[1] -رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، 373/6 ایچ ایم سعید، کراچی۔

❁ **وضو اور غسل کا مسئلہ:** سائنسی طور پر ٹیٹو کا رنگ جلد کی دوسری تہہ (Dermis) میں مستقل طور پر جم جاتا ہے۔ اگر چہ پانی اوپر سے گزر جاتا ہے، لیکن یہ رنگ جلد کے قدرتی مساموں کے کام کو متاثر کرتا ہے۔

حاصل کلام:

خلاصہ یہ کہ چہرہ گودوانا محض ایک فیشن نہیں، بلکہ اپنے جسم پر ظلم اور اپنے خالق کی نافرمانی ہے۔ اسلام ہمیں "**طہارت**" اور "**سلامتی**" کا درس دیتا ہے، جبکہ ٹیٹو بنوانا انسان کو دائمی نجاست اور خطرناک بیماریوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ موجودہ دور کا "**مستقل میک اپ**" (Permanent Makeup) جیسے آنکھوں کی لائننگ یا ہونٹوں کا رنگ، وہ بھی اگر جلد میں رنگ بھرنے کے طریقے سے کیا جائے تو اسی ممانعت کے زمرے میں آئے گا۔

سر پر بالوں کا جوڑا (کوہان) بنانا

عورتوں کے لیے بالوں کو سر کے اوپر اس طرح جمع کرنا کہ وہ ایک ابھری ہوئی چوٹی یا کوہان کی شکل اختیار کر لے، شرعاً ممنوع اور ناپسندیدہ ہے، خواہ یہ جوڑا اپنے اصلی بالوں سے بنایا جائے یا اندر کوئی کپڑا یا مصنوعی چیز رکھ کر اسے اونچا کیا جائے۔

1۔ شرعی حکم (حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

رسول اللہ ﷺ نے ایسی خواتین کے بارے میں سخت انتباہ فرمایا ہے جو بالوں کو اونٹ کے کوہان کی طرح اونچا کرتی ہیں۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"**اہل جہنم کی دو قسمیں** ایسی ہیں جنہیں میں نے (ابھی) نہیں دیکھا... (ان میں سے ایک) وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل

کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح (ایک طرف) جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی)"۔[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ مرقاۃ المفاتیح (شرح مشکوٰۃ):

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"أَيْ يُعَظِّمْنَ رُءُوسَهُنَّ بِالْخِرَقِ وَالْعَصَائِبِ... حَتَّى تُشْبِهَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ"۔[2]

❁ فتاویٰ رحیمیہ:

جدید فقہی فتاویٰ میں اس کی ممانعت کے بارے میں صراحت ہے:

"بالوں کو سر کے اوپر اس طرح باندھنا کہ چادر کے اوپر سے نمایاں ہو اور اونٹ کے کوہان کی طرح نظر آئے، فیشن پرستی اور تکبر کی علامت ہے اور حدیث کی رو سے ناجائز ہے"۔[3]

3۔ سائنسی حکمت اور طبی تجزیہ

❁ اعصابی دباؤ (Tension Headache):

سائنسی طور پر جب بالوں کو سر کے اوپر بہت کس کر (Tightly) باندھا جاتا

---

[1] -صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا... وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا۔ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات: 2128 دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[2] -مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد: 8، صفحہ: 232، مطبوعہ: دار الفکر۔

[3] -فتاویٰ رحیمیہ، 10/ 125، دار الاشاعت، کراچی۔

ہے یا ان میں بھاری کلپس (Clips) لگائے جاتے ہیں، تو اس سے کھوپڑی کے پٹھوں اور اعصاب پر دباؤ پڑتا ہے، جو مستقل سر درد کا باعث بنتا ہے۔

❁ بالوں کا جھڑنا (Traction Alopecia):

بالوں کو ایک ہی جگہ پر اونچا جمع کرنے اور کسنے سے جڑوں پر کھچاؤ پیدا ہوتا ہے، جس سے بالوں کے غدود (Follicles) کمزور ہو جاتے ہیں اور بال وقت سے پہلے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔

❁ گردن کے مہروں پر اثر:

سر کے اوپر بالوں کا غیر ضروری وزن اور اونچائی گردن کے مہروں (Cervical Spine) کے قدرتی توازن کو متاثر کر سکتی ہے، جس سے گردن میں کھچاؤ پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ عورت کے لیے بالوں کا جوڑا گردن کے پیچھے یا نیچے کی طرف بنانا جائز ہے، لیکن سر کی چوٹی پر "کوہان" کی شکل میں بال جمع کرنا حیا کے منافی اور اہلِ جہنم کی علامت ہے۔ مومنہ کو چاہیے کہ وہ اپنی زینت کو اسلامی وقار کے مطابق رکھے، نہ کہ مغرب کی نقالی اور فیشن کی پیروی میں۔

چوٹی باندھنا (بالوں کی مینڈھیاں بنانا)

خواتین کے لیے بالوں کی چٹیا یا مینڈھیاں بنانا نہ صرف ایک پسندیدہ زینت ہے بلکہ یہ سنتِ مطہرہ اور صحابیاتِ رسول ﷺ کا طریقہ بھی رہا ہے۔ اسلام نے بالوں کو کھلا چھوڑنے کے بجائے انہیں قرینے سے باندھنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

1۔ شرعی حکم اور سنتِ نبوی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن بالوں کی چوٹیاں بنایا

کرتی تھیں۔ حج اور عمرہ کے موقع پر بھی خواتین کو بالوں کی چوٹی کے آخر سے ایک پور (انچ) بال کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ چوٹی بنانا ایک مستحسن عمل ہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا:

"اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بالوں کی مینڈھیاں (چوٹیاں) کس کر باندھتی ہوں، کیا غسلِ جنابت کے لیے انہیں کھولنا ضروری ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ "۔

ترجمہ: نہیں، تمہارے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر (پانی کے) تین لپ ڈال لو۔[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):** غسل کے دوران چوٹی کھولنے کے حوالے سے فقہی ضابطہ:

" لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِي الْغُسْلِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُولَ الشَّعْرِ "۔[2]

ترجمہ: عورت پر غسل میں اپنی چوٹیاں کھولنا واجب نہیں ہے، بشرطیکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔

❁ **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

زینت کی نیت سے چوٹیوں کی تعداد کے بارے میں علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "عورت کے لیے بالوں کی تین یا اس سے زائد چوٹیاں بنانا زینت میں داخل

---

[1] - صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب حكم ضفائر المغتسلة، رقم الحديث: 330۔

[2] - الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، 1/13۔

ہے اور یہ قدامت پسندانہ اور باحیا طریقہ ہے"۔[1]

3۔سائنسی حکمت اور طبی فوائد

- **بالوں کی مضبوطی (Hair Protection):** سائنسی طور پر بالوں کو چوٹی میں باندھ کر رکھنے سے وہ بیرونی آلودگی، گرد وغبار اور رگڑ (Friction) سے محفوظ رہتے ہیں۔ کھلے بال آپس میں الجھ کر زیادہ ٹوٹتے ہیں (Hair Breakage)۔
- **دماغی سکون:** بالوں کو سلیقے سے باندھنا اعصابی تناؤ کو کم کرتا ہے، جبکہ بکھرے ہوئے بال بسا اوقات الجھن اور چڑچڑے پن کا باعث بنتے ہیں۔
- **ترقیِ بال (Growth):** چوٹی باندھنے سے بالوں کی جڑوں پر ہلکا اور متوازن کھچاؤ پیدا ہوتا ہے جو خون کی گردش کو بہتر بناتا ہے، جس سے بالوں کی نشوونما میں مدد ملتی ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ چوٹی بنانا مومنہ کی حیا، سادگی اور سنت کی پیروی کی علامت ہے۔ یہ بالوں کو فتنہ بننے سے روکتی ہے اور ان کی قدرتی خوبصورتی کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اسلام ہمیں بکھرے ہوئے بالوں کے بجائے نظم وضبط اور سلیقہ مندی کی تعلیم دیتا ہے۔

گدی پر جوڑا باندھنا (بالوں کو نچلے حصے پر جمع کرنا)

خواتین کے لیے بالوں کو گدی (گردن کے جوڑ) پر یا سر کے پچھلے نچلے حصے پر باندھنا شرعاً جائز اور پسندیدہ ہے۔ یہ طریقہ حیا کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اس سے سر کی ہیئت میں غیر فطری ابھار پیدا نہیں ہوتا۔

---

[1] -ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، 373/6 ایچ ایم سعید، کراچی۔

شرعی حکم اور جواز کی وجہ: اسلام میں ممانعت ان بالوں کی ہے جو سر کے اوپر اونٹ کے کوہان کی طرح جمع کیے جائیں۔ اس کے برعکس، بالوں کو نچلی سمت میں باندھنا تاکہ وہ چادر یا دوپٹے سے باہر نہ جھانکیں اور نہ ہی کوئی نمایاں ابھار پیدا کریں، بالکل جائز ہے۔

❁ **فقہی ضابطہ:** اگر جوڑا اس لیے بنایا جائے کہ بال بکھرے نہ رہیں اور پردے میں آسانی ہو، تو یہ مستحسن ہے۔

❁ **حدیث کا مفہوم:** حدیث میں مذکور "**بختی اونٹ کے کوہان**" کا اطلاق ان بالوں پر نہیں ہوتا جو گدی پر نیچے کی طرف باندھے جائیں، کیونکہ اس سے وہ مخصوص "فتنہ" اور "تکبر" پیدا نہیں ہوتا جو سر کے اوپر بال چڑھانے سے ہوتا ہے۔

❁ **فتاویٰ رحیمیہ:** گدی پر جوڑا بنانے کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"عورت کے لیے بالوں کو گدی پر (نیچے کی طرف) جمع کر کے باندھنا جائز ہے، کیونکہ اس میں وہ ممنوعہ مشابہت نہیں ہے جو سر کے اوپر بال باندھنے میں ہوتی ہے، بشرطیکہ وہ اتنا بڑا نہ ہو کہ پردے کے باوجود اجنبیوں کی توجہ کا باعث بنے"۔[۱]

❁ **فتاویٰ محمودیہ:** "بالوں کو گردن کے پاس جمع کرنا سنت اور تعاملِ صحابیات رضی اللہ عنہن سے متصادم نہیں ہے، یہ ایک فطری ضرورت ہے تاکہ بال بکھرنے سے محفوظ رہیں"۔[۲]

[۱] -فتاویٰ رحیمیہ، 10/126، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی۔

[۲] -فتاویٰ محمودیہ، 19/315، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان۔

مصنوعی چوٹی یا پراندہ کا استعمال (Hair Extensions)

خواتین میں اپنی اصل چوٹی کو لمبا یا گھنا دکھانے کے لیے مصنوعی بالوں یا دھاگوں (پراندہ) کے استعمال کا رواج قدیم بھی ہے اور جدید بھی۔ شرعی طور پر اس کی ممانعت اور جواز کا دارومدار اس مادے (Material) پر ہے جس سے وہ چوٹی بنی ہو۔ اگر وہ چوٹی انسانی بالوں کی بنی ہو تو شرعاً ایسی چوٹی کا استعمال منع ہے لیکن اگر وہ چوٹی اون یا دھاگہ وغیرہ کی ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

1۔ شرعی حکم (حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

رسول اللہ ﷺ نے انسانی بالوں کو جوڑنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، خواہ وہ بال اپنے ہوں یا کسی دوسری عورت کے۔

حدیث: "اللہ جل جلالہ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے"۔[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

فقہاء نے اس حدیث کی روشنی میں انسانی بالوں اور مصنوعی اشیاء کے درمیان فرق واضح کیا ہے:

❁ **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):**

"انسانی بالوں کو جوڑنا حرام ہے... البتہ اگر عورت اپنے بالوں میں اون (Wool)، جانور کے بالوں یا کپڑے کے ٹکڑوں (پراندہ وغیرہ) کو جوڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔[2]

---

[1] -صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر، رقم الحدیث: 5934

[2] - "اَلْوَصْلُ بِشَعْرِ الْآدَمِيِّ حَرَامٌ... أَمَّا إِذَا وَصَلَتْ شَعْرَهَا بِصُوفٍ أَوْ وَبَرٍ أَوْ خِرَقٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ" : الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، جلد: 5، صفحه: 358، مطبوعه: مکتبه ماجدیه، کوئٹه۔

ردالمحتار (فتاویٰ شامی):

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممانعت صرف انسانی بالوں کی ہے:

"انسانی بال کا جوڑنا اس لیے حرام ہے کہ انسان کے اجزاء کا استعمال (بغیر ضرورتِ شدیدہ) اس کی تکریم کے خلاف ہے۔ ریشم کے دھاگوں یا مصنوعی ریشوں سے بنی چوٹی جوڑنا جائز ہے"۔ [1]

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ انسانی بالوں کی مصنوعی چوٹی لگانا شرعاً ناجائز اور لعنت کا سبب ہے، کیونکہ یہ دھوکہ دہی اور انسانی وقار کے خلاف ہے۔ البتہ ریشم کے دھاگوں، اون یا مصنوعی ریشوں (Synthetic fibers) سے بنی چوٹی یا پراندہ استعمال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے مقصد شوہر کے لیے زینت ہو اور بالوں کی جڑوں کو نقصان نہ پہنچے۔

دھاگوں کی بنی چوٹیاں اور پراندہ (Thread Extensions)

خواتین میں بالوں کو لمبا دکھانے یا انہیں ترتیب دینے کے لیے ریشم، اون یا سوتی دھاگوں سے بنی چوٹیاں (پراندہ) استعمال کرنے کا رواج قدیم بھی ہے اور شرعی لحاظ سے جائز بھی۔ اس کا حکم انسانی بالوں کے حکم سے قطعی مختلف ہے۔

شرعی حکم اور جواز کی وجہ:

شریعتِ اسلامیہ میں جس "وصل" (بال جوڑنے) پر لعنت آئی ہے، اس سے مراد انسانی بال یا خنزیر کے بال جوڑنا ہے۔ دھاگوں، اون یا ریشم کا استعمال اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، کیونکہ یہ دھوکہ دہی (تدلیس) کے بجائے محض ایک زینت اور آرائش ہے۔

---

[1] - ردالمحتار علی الدر المختار، جلد: 6، صفحہ: 372، مطبوعہ: مکتبہ ایچ ایم سعید، کراچی۔

❁ **فقہی اصول:** زینت کی وہ اشیاء جو انسانی اجزاء سے پاک ہوں اور جن سے کسی عیب کی پردہ پوشی کے بجائے محض جمال مقصود ہو، وہ مباح (جائز) ہیں۔

❁ **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):**

دھاگوں اور اون کے استعمال کی صراحت: "عورت کے لیے اپنے بالوں میں اون، جانور کے بالوں (سوائے خنزیر) یا کپڑے کے ٹکڑوں (دھاگوں) کو ڈالنے میں کوئی حرج نہیں... کیونکہ یہ اس "وصل" (جوڑنے) میں شامل نہیں ہے جو ممنوع ہے۔[1]

❁ **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اس فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عورت کے لیے جس چیز کی رخصت دی گئی ہے وہ وہ ہے جو انسانی بالوں کے علاوہ سے بنائی جائے تاکہ اس سے اپنے بالوں کی لمبائی بڑھائے... جیسے دھاگے اور کپڑے کے گچھے"۔[2]

خلاصہ کلام خلاصہ یہ کہ اسلام نے عورت کی فطری خواہشِ زینت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے دھاگوں اور ریشم جیسی اشیاء سے آرائش کی اجازت دی ہے۔ یہ طریقہ نہ صرف شرعی لعنت (وصل) سے بچاتا ہے بلکہ طبی لحاظ سے بھی بالوں کی جڑوں کے لیے محفوظ اور باعثِ راحت ہے۔

---

[1] -"وَلَا بَأْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَجْعَلَ فِي شَعْرِهَا الصُّوفَ وَالْوَبَرَ وَالْخِرَقَ... لِأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِوَصْلٍ": الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، 358/5، مطبوعه: مكتبه ماجديه، كوئٹه۔

[2] -إِنَّمَا الْمُرَخَّصُ فِيهِ لِلْمَرْأَةِ مَا تُتَّخَذُ مِنْ غَيْرِ شَعْرِ النَّاسِ لِتَزِيدَ بِهِ طُولَ شَعْرِهَا... كَالْخُيُوطِ وَالْقَرَامِلِ": رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، 372/6 ايچ ايم سعيد، كراچی۔

شوہر کے لیے بناؤ سنگھار (مقصدِ زینت اور اجر و ثواب)

اسلامی معاشرت میں میاں بیوی کا رشتہ محبت اور سکون کی بنیاد ہے۔ شریعت نے عورت کو شوہر کے لیے ہر اس جائز آرائش کی ترغیب دی ہے جو ان کے درمیان الفت کو بڑھائے اور نظروں کی حفاظت کا ذریعہ بنے۔

1۔شرعی حیثیت اور احادیثِ مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے نیک اور مثالی عورت کی صفات بیان کرتے ہوئے اسے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے سے جوڑا ہے۔

- **حدیثِ مبارکہ:** آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ"۔[1]

ترجمہ: وہ عورت کہ جب اس کا شوہر اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، اور جب وہ اسے کسی (جائز) بات کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔

- **خوشبو کا استعمال:** شوہر کے لیے خوشبو لگانا سنتِ صحابیات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے بہترین خوشبو کا انتخاب کرتی تھی۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

- **فتاویٰ شامی (رد المحتار):**

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ زینت کے وجوب اور مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "عورت کے لیے زینت اختیار کرنا مطلوب ہے تاکہ وہ اپنے شوہر کی عفت (پاکدامنی) کا ذریعہ بنے... اور اسے حق ہے کہ وہ ہر وہ کام کرے جس میں شوہر کے لیے

---

[1] - کتاب النکاح، باب ای النساء خیر، رقم الحدیث: 3231۔

زینت ہو"۔[1]

۞ **الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):**

"عورت پر لازم ہے کہ وہ شوہر کی مرضی کے مطابق اپنے آپ کو صاف ستھرا اور آراستہ رکھے، کیونکہ یہ نکاح کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے"۔[2]

3۔سائنسی حکمت اور نفسیاتی پہلو

۞ **بصری اثرات اور دماغی سکون:**

سائنسی طور پر جب انسان کسی خوبصورت اور پسندیدہ منظر کو دیکھتا ہے تو دماغ میں "ڈوپامین" (Dopamine) اور "آکسی ٹوسن" (Oxytocin) جیسے کیمیکلز خارج ہوتے ہیں، جو تناؤ (Stress) کو کم کرتے ہیں اور باہمی تعلق میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں۔

۞ **نفسیاتی ہم آہنگی:** شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنا اس بات کی علامت ہے کہ عورت اپنے شریکِ حیات کی قدر کرتی ہے۔ یہ نفسیاتی طور پر شوہر کے اندر ذمہ داری اور محبت کا احساس بیدار کرتا ہے، جس سے گھریلو ماحول خوشگوار رہتا ہے۔

۞ **حفظانِ صحت:** بناؤ سنگھار کا ایک لازمی جزو ذاتی صفائی (Personal Hygiene) ہے۔ سائنسی اعتبار سے جلد کی صفائی، خوشبو اور بالوں کی تراش خراش نہ صرف بیماریوں سے بچاتی ہے بلکہ انسان کو ذہنی طور پر چاق و چوبند رکھتی ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ مومنہ کی زینت کا اصل رخ اپنے گھر کی طرف ہوتا ہے۔ وہ بازاروں

---

[1]- "الزِّينَةُ لِلْمَرْأَةِ مَطْلُوبَةٌ لِإِعْفَافِ الزَّوْجِ... وَلَهَا أَنْ تَفْعَلَ كُلَّ مَا فِيهِ زِينَةٌ لَهُ"۔رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، 373/6، مطبوعه: مكتبه ايچ ايم سعيد، کراچی۔

[2]-الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، 359/5۔

کے لیے نہیں بلکہ اپنے مجازی خدا کے لیے سنورتی ہے۔ یہی وہ زینت ہے جو عبادت بن جاتی ہے اور یہی وہ جمال ہے جو ایک گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیتا ہے۔

خوشبو اور عطر کا استعمال (خواتین کے لیے حدود و قیود)

اسلام صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا دین ہے، اور خوشبو کا استعمال سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ خواتین کے لیے گھر کی حد تک خوشبو کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، تاہم باہر نکلتے وقت اس کے استعمال کے لیے شریعت نے خاص ضابطے مقرر کیے ہیں۔

1۔ شرعی حکم (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

❁ **نامحرموں کے سامنے ممانعت:** رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت کے لیے سخت وعید بیان فرمائی جو خوشبو لگا کر باہر نکلے تا کہ لوگ اسے محسوس کریں۔

حدیث: " أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ "۔[1]

ترجمہ: جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں (نامحرموں) کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو پائیں، تو وہ (اپنے اس فعل کے اعتبار سے) زانیہ ہے۔

❁ **خواتین کی خوشبو کی خاصیت:** آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق واضح فرمایا:

حدیث: "طِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ "۔[2]

ترجمہ: "عورتوں کی (بہترین) خوشبو وہ ہے جس کا رنگ تو ظاہر ہو لیکن اس کی مہک چھپی ہوئی ہو"۔ یعنی عورت کے لیے ایسی خوشبو لگانے کی اجازت ہے جس کی مہک کم

---

[1] -سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب مایکرہ للنساء من الطیب، رقم الحدیث: 5126۔

[2] -جامع الترمذی، ابواب الادب، حدیث نمبر: 2787۔

ہو اور اس میں رنگ غالب ہو۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ گھر سے باہر نکلتے وقت خوشبو کی ممانعت کو "فتنہ" سے جوڑتے ہوئے لکھتے ہیں: " تُمْنَعُ الْمَرْأَةُ مِنَ التَّطَيُّبِ إِذَا أَرَادَتْ الْخُرُوجَ مِنْ بَيْتِهَا...لِمَا فِيهِ مِنْ تَحْرِيكِ دَاعِيَةِ الشَّهْوَةِ "۔[1]

ترجمہ: عورت کو خوشبو لگانے سے منع کیا جائے گا جب وہ گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے... کیونکہ یہ (مردوں میں) شہوانی جذبات کو بیدار کرنے کا سبب ہے۔

❁ الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):

مسجد یا مذہبی محافل میں بھی خوشبو لگا کر جانے کی ممانعت درج ہے:

" وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَتَطَيَّبَ إِذَا خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ... لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ "۔[2]

ترجمہ: عورت کے لیے مکروہ ہے کہ وہ خوشبو لگا کر مسجد جائے... کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے دھونی (خوشبو) لی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء میں شریک نہ ہو۔

3۔ سائنسی حکمت اور نفسیاتی اثرات

جدید سائنس "نیوروبیالوجی" (Neurobiology) کے ذریعے اس شرعی حکم کی تائید کرتی ہے:

---

[1] - ردالمحتار علی الدر المختار، فصل فی النظر و المس، 359/6 دار الفکر، بیروت۔

[2] الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الکراھیة، 359/5۔

❁ خوشبو اور دماغی ردِعمل:

انسانی ناک میں موجود خلیات براہِ راست دماغ کے اس حصے (Limbic System) سے جڑے ہوتے ہیں جو جذبات، موڈ اور یادداشت کو کنٹرول کرتا ہے۔ سائنسی طور پر یہ ثابت ہے کہ خوشبو بصری لذت (Visual) سے زیادہ تیزی سے انسانی اعصاب کو متحرک کرتی ہے۔

❁ خوشبو بطور "اروما ٹرگر" (Aroma Trigger):

بعض تیز خوشبوئیں مردوں کے اندر مخصوص ہارمونز (Testosterone) کی سطح کو متاثر کر سکتی ہیں، جس سے ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے خوشبو کی ممانعت کر کے دراصل اس "غیر مرئی کشش" کو روکا ہے جو فتنے کی جڑ بن سکتی ہے۔

❁ پسینے کی بو بمقابلہ عطر:

طبی لحاظ سے پسینے کی ناگوار بو کو ختم کرنے کے لیے ہلکا ڈی وڈرنٹ (Deodorant) استعمال کرنا جس کی مہک دوسروں تک نہ پہنچے، ایک ضرورت (Hygiene) ہے، جبکہ دوسروں کو متوجہ کرنے کے لیے تیز پرفیوم کا استعمال "زینت" ہے جسے باہر کے لیے ممنوع کیا گیا ہے۔

حاصل کلام:

اسلام عورت کو پاکیزگی سے نہیں روکتا، بلکہ اس پاکیزگی کے غلط استعمال سے روکتا ہے۔ گھر کے اندر شوہر کے لیے بہترین خوشبوؤں کا استعمال "ثواب" ہے، جبکہ باہر اجنبیوں کے لیے وہی خوشبو "گناہ" کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

ہاتھوں اور ناخنوں پر مہندی (حناء) کا استعمال

خواتین کے لیے ہاتھوں، پاؤں اور ناخنوں پر مہندی لگانا ایک مستحسن اور پسندیدہ زینت ہے۔ اسلام نے عورت کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو مہندی سے آراستہ رکھے تاکہ مردوں اور عورتوں کے ہاتھوں کے درمیان فرق واضح رہے۔

1۔شرعی حیثیت اور احادیثِ مبارکہ:

عورت کی شناخت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط تھمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟"

اس عورت نے عرض کیا: یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں (ہاتھوں) کا رنگ بدل لیتیں (یعنی مہندی لگا لیتیں)"۔[1]

سنتِ صحابیات رضی اللہ عنہن: صحابیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے مہندی کا استعمال فرماتی تھیں اور اسے زینت کا لازمی حصہ سمجھتی تھیں۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):**

"وَلَا بَأْسَ لِلنِّسَاءِ بِخِضَابِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ...لِأَنَّ ذَلِكَ زِينَةٌ لَهُنَّ"۔[2]

ترجمہ: عورتوں کے لیے ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی (خضاب) لگانے میں کوئی حرج نہیں... کیونکہ یہ ان کے لیے زینت ہے۔

---

[1] -سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء رقم الحدیث 4166۔

[2] -الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، 359/5 مطبوعہ: مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ۔

❁ **وضو اور مہندی کا رنگ:** مہندی کا رنگ وضو میں رکاوٹ نہیں بنتا، کیونکہ اس کا اپنی کوئی تہہ نہیں ہوتی بلکہ یہ صرف جلد میں جذب ہونے والا اثر ہے۔[1]

3۔ سائنسی حکمت اور طبی تجزیہ

❁ **قدرتی جراثیم کش (Antifungal):**

سائنسی طور پر مہندی میں "لاسون" (Lawsone) نامی مادہ پایا جاتا ہے جس میں طاقتور اینٹی فنگل خصوصیات ہوتی ہیں۔ ناخنوں پر مہندی لگانے سے "ناخنوں کی فنگس" (Nail Fungus) کا خاتمہ ہوتا ہے اور ناخن مضبوط ہوتے ہیں۔

❁ **جلد کی ٹھنڈک (Cooling Effect):**

مہندی کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔ یہ جلد کے درجہ حرارت کو متوازن رکھتی ہے اور ہاتھوں اور پاؤں کی جلن کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

❁ **کیمیکل مہندی کے خطرات:**

جدید "کون مہندی" میں اکثر PPD (Para-phenylenediamine) جیسے زہریلے کیمیکلز ملائے جاتے ہیں تاکہ رنگ جلدی آئے۔ سائنسی طور پر یہ جلد پر شدید الرجی، سوزش اور مستقل داغوں کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس کے برعکس قدرتی پتوں والی مہندی جلد کے لیے مکمل محفوظ ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ مہندی مومنہ کی فطری اور شرعی زینت ہے۔ یہ نیل پالش کا وہ بہترین متبادل ہے جو نہ وضو میں رکاوٹ بنتا ہے اور نہ ہی ناخنوں کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ایک مسلمان خاتون کو چاہیے کہ وہ کیمیکل والے مصنوعی رنگوں کے بجائے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] - رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، 1/154 ایچ ایم سعید، کراچی۔

کے مطابق قدرتی مہندی کو ترجیح دے۔

دورانِ عدت بناؤ سنگھار (احکامِ سوگ و حداد)

عدت کے دوران عورت کے لیے زینت اختیار کرنا ممنوع ہے، جسے فقہی اصطلاح میں "حداد" (سوگ منانا) کہا جاتا ہے۔ یہ حکم خاص طور پر اس بیوہ کے لیے ہے جس کا شوہر وفات پا گیا ہو، جبکہ طلاقِ بائن کی عدت گزارنے والی عورت کے لیے بھی احتیاط اسی میں ہے۔

1۔ شرعی حکم اور احادیثِ مبارکہ:

رسول اللہ ﷺ نے بیوہ عورت کو عدت کے دوران ہر قسم کی آرائش سے منع فرمایا ہے۔

حدیثِ مبارکہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے اپنے شوہر کے (جس کی وفات پر) وہ چار ماہ دس دن سوگ منائے گی"۔[1]

2۔ زینت کی وہ اشیاء جو عدت میں ممنوع ہیں

فقہائے احناف نے احادیث کی روشنی میں درج ذیل اشیاء کو دورانِ عدت ناجائز قرار دیا ہے:

- خوشبو لگانا (پرفیوم، عطر یا خوشبودار تیل)۔
- سرمہ لگانا (بغیر طبی ضرورت کے)۔
- مہندی لگانا یا خضاب کا استعمال۔

---

[1]- "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا": بخاری، باب تحد المتوفی عنها زوجها، رقم الحدیث: 5334۔

- زیور پہننا (سونا، چاندی یا کوئی بھی مصنوعی زیور)۔
- ریشمی یا بھڑک دار رنگین لباس پہننا جو زینت کے لیے ہو۔

3- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الہندیہ):

"جس عورت کا شوہر وفات پا جائے اس پر سوگ لازم ہے... اور سوگ کا مطلب زیور، سرمہ، خوشبو دار تیل، مہندی اور عصفر یا زعفران سے رنگے ہوئے (بھڑک دار) کپڑوں کو ترک کرنا ہے"۔[1]

بدائع الصنائع (امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ):

"سوگ کا مقصد شوہر کی نعمت کے چھن جانے پر رنج کا اظہار اور غیروں کی رغبت کو ختم کرنا ہے تاکہ عدت کا تقدس پامال نہ ہو"۔[2]

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ عدت کے دوران زینت کو ترک کرنا شوہر کی بے حرمتی نہیں بلکہ اس کے حق کی پاسداری اور اللہ کے حکم کی اطاعت ہے۔ یہ سادہ زندگی اس رشتۂ نکاح کا آخری احترام ہے جو برسوں تک قائم رہا۔ ایک مومنہ کے لیے یہ سادگی ہی اس وقت کی اصل زینت ہے جو اسے اللہ کے قریب کر دیتی ہے"۔

---

[1] -"عَلَى الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا الْحِدَادُ... وَهُوَ تَرْكُ الزِّينَةِ بِحَلْيٍ أَوْ كُحْلٍ أَوْ دُهْنٍ فِيهِ طِيبٌ أَوْ خِضَابٍ بِمِثْلِ الْحِنَّاءِ... وَتَرْكُ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِعُصْفُرٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ":الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع عشر في الحداد، 533/1۔

[2] -بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطلاق، 209/3 دار الكتب العلمية۔

طلاقِ رجعی کی عدت میں بناؤ سنگھار (حکمت اور احکام)

طلاقِ رجعی (وہ طلاق جس میں عدت کے اندر شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہو) کی حالت میں عورت کے لیے سوگ (حداد) منانا واجب نہیں ہے، بلکہ فقہائے احناف کے نزدیک ایسی عورت کے لیے شوہر کی خاطر زینت اختیار کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے۔

1۔شرعی حکمت اور مقصدِ زینت:

طلاقِ رجعی میں عورت کو بناؤ سنگھار کی ترغیب اس لیے دی گئی ہے تاکہ شوہر اس کی طرف مائل ہو اور ان کے درمیان دوبارہ صلح اور رجوع کی صورت پیدا ہو جائے۔ اسلام کا مقصد اور اصل مطمحِ نظر گھر بسانا ہے، اجاڑنا نہیں، اس لیے عدت کے ان ایام میں زینت کو رجوع کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے۔

فقہی ضابطہ: طلاقِ رجعی میں نکاح مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا، بلکہ عدت کے دوران شوہر کو رجوع کا حق حاصل رہتا ہے، اس لیے وہ اجنبیہ کے حکم میں نہیں ہوتی۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الھندیہ):**

رجعی طلاق والی عورت کے لیے زینت کی صراحت: (ترجمہ: طلاقِ رجعی والی عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ زینت اختیار کرے... تاکہ اس کا شوہر اس میں رغبت کرے اور اس سے رجوع کر لے)۔[1]

---

[1] - "اَلْمُطَلَّقَةُ الرَّجْعِيَّةُ تَسْتَحِبُّ لَهَا الزِّينَةُ... لِيَرْغَبَ فِيهَا الزَّوْجُ فَيُرَاجِعَهَا": الھندیة، کتاب الطلاق، الباب الرابع عشر فی الحداد 1/533۔

❁ بدائع الصنائع (امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ):

"رجعی مطلقہ پر سوگ واجب نہیں، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ میک اپ کرے، خوشبو لگائے اور عمدہ لباس پہنے تاکہ شوہر کی توجہ حاصل ہو اور ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ جڑ سکے"۔[1]

خلاصہ کلام:

"خلاصہ یہ کہ طلاقِ رجعی کی عدت میں زینت اختیار کرنا دراصل ایک "مقدس تدبیر" ہے تاکہ اجڑے ہوئے گھر دوبارہ آباد ہو سکیں۔ شریعت نے یہاں بناؤ سنگھار کو صلح کا پیغام بنا دیا ہے، جو ایک مومنہ کے لیے اپنے گھر کو بچانے کا بہترین شرعی ذریعہ ہے"۔

سونے اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی انگوٹھی

خواتین کے لیے زیورات میں وسعت ہے، لیکن انگوٹھی کے معاملے میں شریعت نے مخصوص دھاتوں کی حد مقرر فرمائی ہے۔ فقہائے احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک انگوٹھی صرف سونے یا چاندی کی ہونی چاہیے، دیگر دھاتوں سے پرہیز ضروری ہے۔

1۔ شرعی حکم (حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو پیتل، لوہے اور دیگر دھاتوں کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اور مکمل پتھر کی انگوٹھی پہننا بھی راجح قول کے مطابق درست نہیں ہے۔ عورت انگوٹھی کے علاوہ دیگر آرٹیفیشل زیورات استعمال کر سکتی ہے۔

بکرے کے سینگوں سے بنی ہوئی اشیا اور زیور کا استعمال درست ہے۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا بات ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آ

---

[1] -بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع كتاب الطلاق 3/209، مطبوعہ: دار الكتب العلمیۃ۔

رہی ہے؟" پھر وہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا بات ہے کہ میں تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں؟" اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چاندی کی بناؤ اور اس کا وزن ایک مثقال (ساڑھے چار ماشہ) سے کم رکھو"۔[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الھندیہ):

دیگر دھاتوں کی ممانعت کے بارے میں صراحت ہے:

"وَيُكْرَهُ التَّخَتُّمُ بِالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالنُّحَاسِ وَالرَّصَاصِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ جَمِيعًا"۔[2]

ترجمہ: لوہے، پیتل، تانبے اور سیسے کی انگوٹھی پہننا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے مکروہ ہے۔

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انگوٹھی کا حکم دیگر زیورات سے مختلف ہے: "وَلَا يَتَخَتَّمُ إِلَّا بِالْفِضَّةِ... وَأَمَّا التَّخَتُّمُ بِالذَّهَبِ فَحَرَامٌ عَلَى الرَّجُلِ، حِلٌّ لِلْمَرْأَةِ... وَأَمَّا غَيْرُهُمَا مِنَ الْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ فَمَكْرُوهٌ لِلْكُلِّ"۔[3]

ترجمہ: انگوٹھی صرف چاندی کی پہنی جائے... سونے کی انگوٹھی مرد پر حرام اور

---

[1] -سنن ابی داؤد باب ما جاء فی خاتم الحدید، رقم الحدیث: 4223، دار الکتب العلمیۃ۔

[2] -الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع فی اللبس، 335/5۔

[3] -ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، جلد: 6، صفحہ: 359-360، مطبوعہ: مکتبہ ایچ ایم سعید، کراچی۔

عورت کے لیے حلال ہے... اور ان دونوں کے علاوہ لوہے اور پیتل کی انگوٹھی سب (مرد و زن) کے لیے مکروہ ہے۔

3۔ سائنسی حکمت اور طبی تجزیہ

❁ **جلدی ردِعمل (Contact Dermatitis):** سائنسی طور پر سونا اور چاندی غیر فعال (Inert) دھاتیں ہیں جو جلد کے ساتھ کیمیائی ردِعمل نہیں کرتیں۔ اس کے برعکس تانبا، پیتل اور نکل (Nickel) پسینے کے ساتھ مل کر آکسائڈ بناتے ہیں، جس سے جلد پر سبز یا کالے نشان پڑ جاتے ہیں اور الرجی کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

❁ **حیاتیاتی اثرات:** لوہا اور دیگر دھاتیں جلد کے مساموں کے ذریعے جذب ہو کر خون کے کیمیائی توازن پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ چاندی میں قدرتی طور پر جراثیم کش (Antibacterial) خصوصیات ہوتی ہیں جو انسانی صحت کے لیے مفید ہیں۔

❁ **نفسیاتی پہلو:** سونا اور چاندی وقار کی علامت ہیں، جبکہ لوہا اور پیتل ادنیٰ دھاتیں سمجھی جاتی ہیں۔ شریعت نے مومنہ کے وقار کو برقرار رکھنے کے لیے اسے بہترین دھاتوں کی طرف راغب کیا ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ خواتین کے لیے ہار، چوڑیاں اور پازیب وغیرہ دیگر دھاتوں کی (مثلاً آرٹیفیشل جیولری) پہننا جائز ہے، لیکن انگوٹھی کے معاملے میں احتیاط لازم ہے انگوٹھی صرف سونے یا چاندی کی پہننا جائز ہے۔

اگر انگوٹھی کسی دوسری دھات کی ہو اور اس پر سونے یا چاندی کا اتنا دبیز پانی چڑھا ہو کہ وہ دھات نظر نہ آئے، تو گنجائش موجود ہے، لیکن اصل دھات کا نمایاں ہونا مکروہ ہے۔

بجنے والے زیور پہننا (سمعی زینت اور اس کے احکام)

اسلامی شریعت نے عورت کو زینت کی اجازت دی ہے، لیکن ایسی زینت جو آواز کے ذریعے دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرے (مثلاً گھنگھرو والی پازیب یا چھنکنے والی چوڑیاں)، اسے نامحرموں کے سامنے ظاہر کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔

1۔شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

❁ **قرآنی ممانعت:** اللہ تعالیٰ نے سورہ النور میں واضح طور پر آواز والے زیورات کے ذریعے توجہ حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾ [1]۔

ترجمہ: اور (عورتیں) اپنے پاؤں زمین پر (اس طرح) نہ ماریں کہ ان کی وہ پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔

حدیثِ مبارکہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ دَاعِيًا، وَإِنَّ دَاعِيَةَ الزِّنَا الْعِطْرُ، وَإِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَةُ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا" [2]۔

ترجمہ: بے شک ہر چیز کے لیے ایک بلانے والا (اکسانے والا) ہوتا ہے، اور زنا کی طرف بلانے والی چیز خوشبو ہے۔ اور جب عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گزرتی ہے، تو وہ ایسی اور ایسی ہے (یعنی زانیہ ہے)۔

وجہ استدلال: (یعنی توجہ کھینچنے والی چیزیں فتنے کا سبب ہیں)۔

---

[1] -سورہ النور، آیت: 31۔

[2] -المعجم الکبیر (للطبرانی) 9/42 رقم الحدیث: 8322۔

ایک اور روایت میں گھنٹیوں (گھنگھرو) کو "شیطان کے باجے" قرار دیا گیا ہے۔[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ بدائع الصنائع (امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ):

"عورت کے لیے گھنگھرو اور آواز والی پازیب پہننا مکروہ ہے... کیونکہ اس کی آواز مردوں کی توجہ کھینچتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کے قول "اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں" کا مطلب ہے"۔[2]

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

"پازیب کی آواز (توجہ حاصل کرنے میں) عورت کی آواز کی طرح ہے... پس جو چیز فتنے کا سبب بنے وہ ممنوع ہے"۔[3]

3۔ سائنسی حکمت اور نفسیاتی پہلو

❁ **سمعی محرک (Auditory Stimulus):** سائنسی تحقیقات بتاتی ہیں کہ انسانی دماغ بصری (Visual) چیزوں کے مقابلے میں اچانک پیدا ہونے والی آواز (مثلاً گھنگھرو کی چھنک) پر زیادہ تیزی سے ردِعمل دیتا ہے۔ آواز لاشعوری طور پر انسان کو اس کے منبع (Source) کی طرف دیکھنے پر مجبور کرتی ہے۔

---

[1] -صحیح مسلم: رقم الحدیث نمبر 2114۔

[2] -"يُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ لُبْسُ الْخَلْخَالِ الَّذِي لَهُ جَرَسٌ وَصَوْتٌ... لِأَنَّ صَوْتَهُ يَجْذِبُ انْتِبَاهَ الرِّجَالِ إِلَيْهَا، وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى: وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ": الكاسانی، علاء الدین، بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان، 125/5، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔

[3] -"وَصَوْتُ الْخَلْخَالِ كَصَوْتِ الْمَرْأَةِ... فَمَا أَدَّى إِلَى الْفِتْنَةِ فَهُوَ مَمْنُوعٌ": رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحۃ 359/6 ایچ ایم سعید، کراچی۔

❁ **توجہ کا ارتکاز (Focus of Attention):** نفسیاتی طور پر زیور کی آواز ایک "سگنل" کا کام کرتی ہے جو حجاب کے بنیادی مقصد (خود کو چھپانا اور غیر ضروری توجہ سے بچنا) کو ختم کر دیتی ہے۔

❁ **اروما اور ساؤنڈ کا اثر:** جس طرح تیز خوشبو انسان کے جذبات کو متحرک کرتی ہے، اسی طرح زیورات کی مخصوص جھنکار بھی انسانی اعصاب میں ایک ہیجان پیدا کر سکتی ہے، جسے روک کر اسلام نے معاشرتی پاکیزگی کو یقینی بنایا ہے۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ گھر کے اندر شوہر کے لیے بجنے والے زیور پہننے میں کوئی حرج نہیں، لیکن گھر سے باہر یا نامحرموں کی موجودگی میں ایسی زینت اختیار کرنا جو آواز کے ذریعے اپنی طرف متوجہ کرے، شرعی غیرت اور حیا کے تقاضوں کے صریح خلاف ہے۔

سماعت کے ساتھ ہی اطاعت:

صحابیات رضی اللہ عنہن کے جذبہ بندگی کا کمال

﴿وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِهِنَّ: اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں﴾۔

جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو اس حکم پر عمل کرنے میں صحابیات رضی اللہ عنہن کا جذبہ قابل دید ہے، چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اللہ جل جلالہ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی کہ جب اللہ جل جلالہ نے یہ حکم نازل فرمایا: "اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں"

تو انہوں نے اپنی اونی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیا تھا"۔[1]

اب یہاں پردے سے متعلق **تین عظیم واقعات** ملاحظہ ہوں:

1......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پردے کی آیات نازل ہونے کے بعد (میرے رَضاعی چچا) افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دے سکتی جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت نہ لے لوں کیونکہ ابوالقعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے صورتِ حال عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"**اے عائشہ!** افلح کو اجازت دے دو کیونکہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں"۔[2]

2......خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو یہ تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے اب کہیں وفات کے بعد میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے۔

ایک موقع پر حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر اور ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈالدیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑا اور اس پر کپڑا تان کر خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا کو دکھایا۔ اسے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

---

[1] بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النور، باب ولیضربن بخمرھنّ علی جیوبھنّ، ۳/۲۹۰، الحدیث: ۴۷۵۸۔

[2] -بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، باب قولہ: ان تبدوا شیءاًاو تخفوہ۔۔۔الخ، ۳/۳۰۶، الحدیث: ۴۷۹۶۔

بس آپ کی یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکارِ مدینہ کے وصالِ ظاہری کے بعد دیکھی گئی۔[1]

3......حضرت اُمِّ خلاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا، آپ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے چہرے پر نقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اس وقت بھی آپ نے منہ پر نقاب ڈال رکھا ہے! آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے لیکن حیا ہرگز نہیں کھوئی۔[2]

مذکورہ بالا حدیثِ پاک اور ان تین واقعات میں ان عورتوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اللہ جل جلالہ کے دیئے ہوئے حکم پر عمل کرنے کی بجائے دنیا کے ناجائز فیشن اور رسم ورواج کو اپنانے میں بڑی کوشش کرتی ہیں اور پردے سے جان چھڑانے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشتی ہیں۔

اللہ جل جلالہ مسلمان عورتوں کو عقلِ سلیم اور شرعی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پائنچے ٹخنوں سے نیچے یا اوپر رکھنا (عورتوں کے لیے حکم)

اسلامی شریعت میں لباس کے معاملے میں مردوں کو ٹخنوں سے اوپر پائجامہ رکھنے کا حکم ہے، جبکہ خواتین کے لیے اس کے برعکس حکم ہے کہ ان کے پائنچے ٹخنوں کو چھپائے ہوئے ہوں، تاکہ ستر وحجاب کا مقصد مکمل ہو سکے۔

1۔ شرعی حکم (حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کے لیے تہبند (پائجامہ) ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر وعید فرمائی، تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے بارے میں سوال کیا۔

---

[1] -المستدرک علی الصحیحین (للحاکم): کتاب معرفة الصحابه، ذکر فضائل فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث 4762۔

[2] -ابو داؤد، باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم، ۳/ ۹، الحدیث: ۲۴۸۸۔

❁ **حدیثِ مبارکہ:** ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! عورتیں اپنے دامن کا کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ اسے ایک بالشت لٹکا لیا کریں"۔ انہوں نے عرض کیا: (چلتے پھرتے) ان کے پاؤں کھل جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو پھر ایک ہاتھ لٹکا لیا کریں اور اس سے زیادہ نہ کریں"۔[1]

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ مرد اور عورت کے درمیان اس فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مرد کے حق میں مستحب یہ ہے کہ پائجامہ آدھی پنڈلی تک ہو...اور عورت کے حق میں مستحب یہ ہے کہ وہ قدم کے اوپر (ٹخنوں سے نیچے) تک ہوتا کہ اس کے قدم چھپے رہیں"۔[2]

❁ الفتاویٰ الہندیہ (عالمگیری):

عورت کے لیے پائنچے لٹکانے کی غرض وغایت کی صراحت:

"عورت (اپنا پائجامہ یا دامن) پردے کی غرض سے لٹکائے گی، نہ کہ تکبر کے

---

[1] -عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَكَيْفَ يَصْنَعُ النِّسَاءُ بِذُيُولِهِنَّ؟ قَالَ: يُرْخِينَ شِبْرًا، فَقَالَتْ: إِذًا تَنْكَشِفَ أَقْدَامُهُنَّ، قَالَ: فَيُرْخِينَهُ ذِرَاعًا، لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ. جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ما جاء فی ذیول النساء رقم الحدیث: 1731 مکتبہ مصطفی البابی۔

[2] -"الْمُسْتَحَبُّ فِي حَقِّ الرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ...وَفِي حَقِّ الْمَرْأَةِ إِلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ لِيَسْتُرَ قَدَمَيْهَا" ردالمحتار علی الدر المختار، فصل فی اللبس 6/351 ایچ ایم سعید

طور پر“۔[1]

3۔سائنسی حکمت اور سماجی پہلو

- **حیاتیاتی تحفظ (Protection):** سائنسی طور پر ٹخنوں اور پاؤں کی جلد حساس ہوتی ہے۔ٹخنوں سے نیچے لباس پاؤں کو سورج کی تپش، گرد و غبار اور ماحولیاتی آلودگی سے بچاتا ہے،جس سے جلد کی رنگت اور نرمی برقرار رہتی ہے۔
- **نفسیاتی وقار:** بلند پائنچے (High-cut pants) مردانہ لباس کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔عورت کا ٹخنوں سے نیچے لباس پہننا اس کی نسوانیت اور وقار کو نمایاں کرتا ہے اور اسے مردوں کی مشابہت سے دور رکھتا ہے۔
- **حجاب کا تکملہ:** اینٹمی (Anatomy) کے لحاظ سے ٹخنے جسم کا وہ حصہ ہیں جو چلتے وقت توجہ حاصل کر سکتے ہیں۔لباس کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا بصری کشش کو ختم کرتا ہے، جو کہ پردے کی اصل روح ہے۔

حاصل کلام:

خلاصہ یہ کہ مرد کے لیے ٹخنے ننگے رکھنا ”**ایمان کی نشانی**“ ہے اور عورت کے لیے ٹخنے ڈھانپ کر رکھنا ”**حیا کی پہچان**“ ہے۔موجودہ دور میں فیشن کے نام پر پائنچے ٹخنوں سے اونچے رکھنا خواتین کے لیے سنتِ نبوی ﷺ اور حیا کے اسلامی معیار کے صریح خلاف ہے۔

❁❁❁

---

[1] -”يُرْخِي الذَّيْلَ لِلسِّتْرِ لَا لِلْخُيَلَاءِ“:الهندية 333/5۔

بابِ پنجم: دورِ حاضر کے مسائل اور سائنسی حکمتیں

زیب وزینت کے لیے جراحت (Plastic Surgery)

آج کل ماہر جراح سے عورتیں اپنے چہرے کی سرجری اور اپنے ہونٹ بڑے بھی کرواتی ہیں اور اپنے پستان بڑے یا چھوٹے بھی کروالیتی ہیں، کچھ عورتیں مخصوص حالات میں اپنے فرج کو تنگ کروالیتی ہیں اور کچھ اپنے کولہوں کو بھی بڑا یا چھوٹا کرواتی ہیں، کیا یہ سب کام کروانا جائز ہیں؟

1۔شرعی حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

عذرِ شرعی کی وجہ سے سرجری کروانے کا حکم:

سرجری جسمانی اعضاء میں سے کسی بھی عضو کو بڑا کرنے کے لیے ہو یا چھوٹا کرنے کے لیے، اگر واقعتاً کسی بیماری یا کسی ایسے عیب (چاہے پیدائشی ہو یا کسی حادثے کے نتیجے میں لاحق ہوا ہو) کو دور کرنے کے لیے ہو جس سے غیر معمولی جسمانی یا روحانی تکلیف ہوتی ہو، تو چونکہ شرعی ضرورت اور حاجت کی وجہ سے یہ اللہ ﷻ کی بنائی ہوئی خلقت کو بدلنے کے تحت داخل نہیں ہے اس لیے ایسی صورتوں میں سرجری کرنا اور کروانا جائز ہے، کیوں کہ ضرورت اور حاجت کے وقت بعض ممنوع اشیاء بھی جائز ہو جاتی ہیں، (جسمانی تکلیف سے مراد یہ ہے کہ اس عضو میں غیر معمولی تکلیف ہو یا اس کے فطری عمل میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا ہوتی ہو، مثلاً: ناک اتنا دبا ہوا ہو کہ جس سے سانس لینے میں دشواری ہوتی ہو، وغیرہ، اور روحانی تکلیف کا مطلب یہ ہے کہ وہ عیب اس طرح کا ہو کہ اس کی وجہ سے انسان دوسروں سے الگ دکھتا ہو، اور اسے مذاق واستہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہو)۔

صرف حصولِ تزیین، فیشن پرستی اور اظہارِ حسن کے لئے سرجری کروانا:

اور اگر سرجری کا مقصد صرف حصولِ تزیین، فیشن پرستی اور اظہارِ حسن ہو (جیسا کہ آج کل رائج ہے) تاکہ اعضاء کی ساخت اور بناوٹ میں مناسب تبدیلی کر کے انسان کی ظاہری ہیئت کو خوبصورت اور پر کشش بنایا جائے، تو یہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ یہ سب تغیرات انسان کے فطری تغیرات ہیں، جو عمر ڈھلنے کے ساتھ ساتھ لازماً پیدا ہوتے ہیں، جن کا سامنا ہر انسان کو کرنا پڑتا ہے، لہٰذا خواتین کا اپنے مخصوص اعضاء کو چھوٹا یا بڑا کروانا شریعت کی رُو سے جائز نہیں۔

اور حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے، کیوں کہ اس قسم کی سرجری کا مقصد نہ تو کسی قسم کے جسمانی ضرر کو دور کرنا ہوتا ہے اور نہ روحانی اور معنوی ضرر کو، بلکہ اس کا مقصد دراصل حسن اور کم عمری کا اظہار ہوتا ہے، چاہے شوہر کے لیے ہو یا کسی اور کے لیے، کیونکہ حسن میں اضافہ کرنے کی غرض سے سرجری کروانا حدیث کی رو سے دھوکہ دہی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اس لیے کہ یہ سرجری کسی شرعی ضرورت اور حاجت کی بناء پر نہیں بلکہ اپنی خواہش کے مطابق جسمانی اعضاء میں تبدیلی اور افزائشِ حسن کے لیے ہوتی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی خلقت میں بلا مقصد اور بلا فائدہ تبدیلی اور دوسروں کو دھوکہ دہی لازم آتی ہے، اور چونکہ یہ تمام تغیرات نفس وشیطان کی پیروی میں ہوتے ہیں اس لیے قرآن وحدیث میں اصلِ خلقت میں تغیر سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو شیطانی فعل قرار دیا ہے:

﴿وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾۔

ترجمہ: (شیطان نے کہا) "اور میں ان کو گمراہ کروں گا، اور میں ان کو ہوسیں

دلاؤں گا، اور میں ان کو تعلیم دوں گا، جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے، اور میں ان کو تعلیم دوں گا، جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے"۔[1]

تفسیر قرطبی اور صحیح مسلم میں ہے:

ترجمہ: "میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا (یعنی پیدائش کے وقت ان کی فطرت میں شرک نہیں تھا بلکہ توحید تھی) پھر شیطان (خواہ وہ انسان ہوں یا جن) ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے دینِ فطرت سے پھیر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے بارے میں میں نے کوئی شرعی دلیل و حجت نازل نہیں کی اور انہوں نے ان کو حکم دیا کہ وہ خلق و پیدائش کو بدل دیں"۔[2]

صحیح مسلم میں ہے:

ترجمہ: "سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے: جسم گودنے والی اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال صاف کرنے والی اور کروانے والیوں پر اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر

---

[1] -بیان القرآن، 2/157، ط: میر محمد۔

[2] -"إني خلقت عبادي حنفاء كلهم وأن الشياطين أتتهم فاجتالتهم عن دينهم فحرمت عليهم ما أحللت لهم وأمرتهم أن يشركوا بي ما لم أنزل به سلطانا وأمرتهم أن يغيروا خلقي": (قرطبی: 7/136، ط: مؤسسة الرسالة / مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها و أهلها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، 2/385، ط: قدیمی)

اللہ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر"۔[1]

غیر مرد کے سامنے ستر کھولنے کی سنگینی اور شرعی حکم:

اسی طرح دوسری بڑی خرابی اس میں یہ لازم آتی ہے کہ بلاضرورت ستر کھولا جاتا ہے، جب کہ عورت کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کا حصہ بلاضرورت کسی دوسری عورت کے سامنے بھی کھولنا جائز نہیں ہے، چہ جائیکہ کسی مرد کے سامنے کھولا جائے، کسی کے ستر کو دیکھنا یا اپنا ستر کسی کو دکھانا دونوں نا جائز اور حرام ہیں، لہذا اس وجہ سے بھی عورت کا کسی مرد کے سامنے بلاضرورت شرمگاہ اور دوسرے مخفی اعضاء کو کھولنا شرعاً جائز نہیں ہے، نیز عقلاً بھی یہ انتہائی قبیح، بے شرمی اور بے غیرتی کی بات ہے۔

مشکاۃ المصابیح میں ہے:

ترجمہ: "حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دیکھنے والے اور جسے دیکھا جائے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔

مرقاۃ المفاتیح میں ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے (یعنی صحابہ کرام کے واسطے سے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ جل جلالہ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر (یعنی جو جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے دیکھے) اور اس پر بھی جسے دیکھا جائے (یعنی جو بغیر کسی عذر اور مجبوری کے خود کو دکھائے)۔ اور یہاں مفعول کو (کلام سے) حذف کر دیا گیا ہے تاکہ ان تمام چیزوں کو شامل ہو جائے

---

[1] -عن عبد الله قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله. (مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة إلخ، 2/212، ط: رحمانية)

جن کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے، تاکہ اس معاملے کی سنگینی اور بڑائی کو ظاہر کیا جا سکے"۔
(اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)۔[1]

وفیہ ایضاً:

ترجمہ: "حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے، کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے"۔[2]

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کا جسم بطور نعمت اللہ کی امانت ہے، اللہ نے اعضائے انسانی سے مختلف منافع وابستہ کر کے انہیں مختلف کاموں میں لگایا ہوا ہے، اور اسی وجہ سے انسان کو ان اعضاء کو صرف ان کے مفوضہ کاموں میں ہی استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اس کے برخلاف جو لوگ اپنی مرضی اور من چاہی خواہشات کی بناء پر اپنے جسم کی خلقت اور ہیئت میں تبدیلی لانے کے لیے سرجری کرواتے ہیں، ان کا عمل سراسر اسلام کے منافی ہے، اس لیے شرعی نقطہ نظر سے یہ ناجائز ہے۔

---

[1] -(وعن الحسن) أي البصري (مرسلا قال: بلغني) أي عن الصحابة (أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: لعن الله الناظر) أي بالقصد والاختيار (والمنظور إليه) أي من غير عذر واضطرار، وحذف المفعول ليعم جميع ما لا يجوز النظر إليه تفخيما لشأنه (رواه البيهقي في شعب الإيمان):(كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثالث، 6/264، ط: العلمية)

[2] - كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول، 2/276۔

پلاسٹک سرجری سے متعلق جواز کی ایک خاص صورت:

البتہ اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ایک صورت اس حکم سے مستثنٰی ہے اور وہ یہ کہ کسی عضو کی ہیئت عام قانونِ فطرت کے خلاف ہو یا اس عضو کے فطری عمل میں دشواری پیدا ہو رہی ہو، تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس عضو کی درستگی کروانا جائز ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ علاج کی غرض سے عورت کا خواتین یا مرد ڈاکٹر کے پاس جانا جائز ہے، البتہ مرد ڈاکٹر کے سامنے پردے کا مکمل اہتمام ہونا چاہیے، اور اگر خواتین کے علاج یا آپریشن کے لیے کوئی خاتون ڈاکٹر میسر ہو تو اس صورت میں مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ یا آپریشن کروانے کے لیے ستر کھولنے کی بالکل اجازت نہیں ہے، بلکہ ایسی صورت میں اگر علاج یا آپریشن کے لیے ستر کھولنا ناگزیر ہو تو خاتون ڈاکٹر سے ہی علاج یا آپریشن کروانا ضروری ہوگا، اور خاتون ڈاکٹر کے سامنے بقدرِ ضرورت ستر کھولنے کی اجازت ہوگی، البتہ اگر کسی جگہ خواتین ڈاکٹرز موجود نہ ہوں اور مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ یا سرجری کروانا ناگزیر ہو تو ضرورت کے بقدر مرد ڈاکٹر کے سامنے بھی جسم کا وہ حصہ کھولنے کی گنجائش ہے، تاہم مرد ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ حتی الامکان نگاہیں پست رکھے، ضرورت سے زائد حصے کو نہ کھولے نہ دیکھے اور نہ ہی چھوئے، اسی طرح اگر خاتون ڈاکٹر بھی موجود ہو، لیکن اسے مہارت نہ ہو، تو ایسی صورت میں وہ خاتون ڈاکٹر عورت کے پاس رہے، اور مرد ڈاکٹر پردے میں رہ کر ضرورت کے مطابق رہنمائی کرتا رہے۔

مصنوعی بال(Wig)اور پلکیں

خواتین کی خوبصورتی میں بالوں اور پلکوں کا اہم کردار ہے،لیکن اپنے اصلی بالوں میں دوسرے انسان کے بال جوڑنا یا مصنوعی پلکیں لگا کر دھوکہ دینا شرعاً ممنوع اور ملعون فعل ہے۔

1۔شرعی حکم(حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

❁ **لعنت کی وعید:** حضور نبی کریم ﷺ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حدیث: "لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"۔[1]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

❁ **دھوکہ دہی کی ممانعت:** ایک انصاری خاتون نے عرض کیا کہ میری بیٹی کے بال بیماری سے جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کے سر پر دوسرے بال جوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے سختی سے منع فرما دیا تا کہ حسن میں مصنوعی اضافہ نہ ہو۔[2]

❁ **نوٹ:**

اس سے مراد انسانی بال ہیں، اور اسی پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے؛ لہٰذا کسی بھی عورت کے لیے خود اپنے گرے ہوئے (ٹوٹے ہوئے) بالوں کو یا کسی دوسرے کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ لگانا اسی طرح انسانی بالوں کی بنی ہوئی پلکیں لگانا جائز نہیں ہے۔اگر مصنوعی یا (خنزیر کے علاوہ) کسی جانور وغیرہ کے بال ہوں تو شوہر کی خاطر یا

---

[1] ۔صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، رقم الحدیث: 5934۔

[2] ۔صحیح بخاری، باب الوصل فی الشعر رقم الحدیث: 5934۔

زیب وزینت کے لیے اس کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ دھوکا یا فیشن مقصد نہ ہو۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

انسانی بالوں کے استعمال کی ممانعت کے بارے میں:

فتاویٰ عالمگیری (الفتاوی الهندیہ):

انسانی بالوں کے استعمال کی ممانعت کے بارے میں: "وَصْلُ الشَّعْرِ بِشَعْرِ الآدَمِيِّ حَرَامٌ سَوَاءٌ كَانَ شَعْرَهَا أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا "۔[1]

ترجمہ: انسانی بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ جوڑنا حرام ہے، خواہ وہ اپنے ہی کٹے ہوئے بال ہوں یا کسی اور کے۔

فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

مصنوعی ریشوں (Synthetic) کے بارے میں گنجائش کی بحث:

" أَمَّا لَوْ وَصَلَتْ شَعْرَهَا بِصُوفٍ أَوْ وَبَرٍ أَوْ شَيْءٍ لَيْسَ بِشَعْرِ آدَمِيٍّ فَلَا بَأْسَ بِهِ "۔[2]

ترجمہ: اگر عورت اپنے بالوں میں اون، دھاگہ یا ایسی چیز جو انسانی بال نہ ہو جوڑ لے تو (شوہر کی زینت کے لیے) اس میں حرج نہیں، بشرطیکہ وہ انسانی بالوں کے مشابہ نہ ہو۔

خلاصہ:

اسلام ہمیں "تصنع" (بناوٹ) سے دور کر کے "فطرت" کے قریب لاتا ہے۔ جو عورت مصنوعی بالوں اور پلکوں سے خود کو سنوارتی ہے، وہ دراصل اپنے خالق کی تخلیق پر عدم اطمینان کا اظہار کرتی ہے اور معاشرے میں دھوکہ دہی کو رواج دیتی ہے۔

---

[1] - الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی التداوی 358/5۔

[2] - رد المحتار علی الدر المختار، فصل فی النظر و المس، 373/6 ایچ ایم سعید، کراچی۔

لیزر ہیئر ریموول (غیر ضروری بالوں کی مستقل صفائی)

جدید طب میں لیزر شعاعوں کے ذریعے جسم کے غیر ضروری بالوں کو جڑ سے ختم کرنے کا طریقہ رائج ہو چکا ہے۔ شرعی طور پر یہ عمل "تداوی" (علاج) اور "اصلاحِ زینت" کے زمرے میں آتا ہے، بشرطیکہ چند اہم ضوابط کا لحاظ رکھا جائے۔۔

1۔ شرعی حکم اور حدود:

خواتین کے لیے جسم کے ان حصوں (مثلاً چہرہ، ہاتھ، پاؤں) سے بالوں کو لیزر کے ذریعے ختم کروانا جائز ہے جن کا نامحرم کے سامنے ظاہر کرنا جائز ہے، لیکن اس میں دو شرائط بنیادی ہیں:

- **ستر کا لحاظ:** جسم کے وہ حصے جن کا دیکھنا یا چھونا (دوسری عورت یا مرد کے لیے) جائز نہیں (سترِ غلیظہ)، وہاں لیزر کروانا صرف شدید طبی ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔ عام حالات میں زینت کے لیے کسی دوسری خاتون سے ستر والے حصوں پر لیزر کروانا جائز نہیں۔
- **نقصان سے پاک ہونا:** اگر لیزر سے جسم کو کوئی مستقل نقصان یا جلد کے کینسر کا خطرہ ہو، تو اس سے بچنا لازم ہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

- **فتاویٰ شامی (ردالمحتار):**

"چہرے اور ہاتھوں سے بال ہٹانا جائز ہے۔۔۔ اور وہ ہر چیز جو عورت کی زینت کا باعث ہو (جائز ہے)"۔[1]

---

[1] -يَجوزُ إِزَالَةُ الشَّعْرِ مِنَ الْوَجهِ وَالْيَدَيْنِ... وَكُلُّ مَا فِيهِ زِينَةٌ لِلْمَرْأَةِ: ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة، 373/6، ایچ ایم سعید، کراچی۔

❁ کتاب النوازل (جدید فقہی مسائل):

اگر لیزر کے ذریعے بالوں کا اگنا روک دیا جائے تو یہ تغییرِ خلق اللہ (اللہ کی ساخت بدلنا) میں داخل نہیں، بلکہ یہ محض بالوں کی صفائی کی ایک جدید شکل ہے۔[1]

خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ کہ لیزر ہیئر ریموول زینت کے لیے ایک مباح طریقہ ہے، مگر ایک مومنہ کو چاہیے کہ وہ اپنی حیا اور ستر کا سودا نہ کرے۔ جہاں تک ممکن ہو، اپنے ستر والے حصوں کی حفاظت کرے اور صرف انہی مقامات پر لیزر کروائے جہاں شرعاً دوسروں کو دیکھنے کی اجازت ہے۔

کانٹیکٹ لینز (آنکھوں کی رنگت بدلنے کے لیے لینز کا استعمال)

آنکھوں میں کانٹیکٹ لینز لگانا شرعی اور طبی اعتبار سے دو مختلف حیثیتیں رکھتا ہے: ایک بصارت کی درستگی (علاج) اور دوسرا محض رنگت کی تبدیلی (زینت)۔

1۔شرعی حکم اور حدود:

❁ **طبی ضرورت:** اگر نظر کی کمزوری کی وجہ سے چشمے کے متبادل کے طور پر لینز استعمال کیے جائیں، تو یہ بالاتفاق جائز ہے کیونکہ یہ علاج کے زمرے میں آتا ہے۔

❁ **زینت کے لیے:** رنگین لینز (Colored Lenses) کا استعمال اگر شوہر کے لیے زینت کی خاطر ہو تو جائز ہے، بشرطیکہ اس سے کسی کو دھوکہ دینا مقصود نہ ہو (مثلاً رشتہ دیکھنے والوں کے سامنے اپنی اصل آنکھوں کا رنگ چھپانا)۔

❁ **حجاب کا لحاظ:** نامحرموں کے سامنے ایسی رنگین آنکھوں کی نمائش کرنا جو فتنے کا

---

[1] - کتاب النوازل، 15/322، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی۔

سبب بنیں، تقویٰ اور حیا کے خلاف ہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ فتاویٰ شامی (ردالمحتار):

زینت کے عمومی جواز اور دھوکہ دہی کی ممانعت کے بارے میں علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عورت کے لیے اپنے شوہر کی خاطر زینت کرنا مطلوب ہے... لیکن دھوکہ دہی حرام ہے"۔[1]

کتاب النوازل میں صراحت ہے:

"اگر آنکھوں کا رنگ بدلنے کے لیے لینز لگائے جائیں تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ تبدیلی عارضی ہے اور "تغییرِ خلق اللہ" (مستقل تبدیلی) میں داخل نہیں، لیکن اس کا مقصد نامحرموں کو دکھانا نہ ہو"۔[2]

خلاصہ کلام:

بصارت کی حفاظت اللہ جل جلالہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لینز کا استعمال اگر ضرورت اور شوہر کی خوشنودی کے لیے ہو تو ایک نعمت ہے، لیکن اگر یہ محض نمائش، دھوکہ دہی یا آنکھوں کی صحت کو خطرے میں ڈالنے کے لیے ہو تو اس سے بچنا ہی مومنہ کا وقار ہے۔

---

[1] - "الزِّينَةُ لِلْمَرْأَةِ مَطْلُوبَةٌ لِزَوْجِهَا... وَأَمَّا الْغِشُّ فَهُوَ حَرَامٌ": عابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد: 6، صفحہ: 373، مطبوعہ: مکتبہ ایچ ایم سعید، کراچی۔

[2] - کتاب النوازل، جلد: 15، صفحہ: 345، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی۔

مصنوعی ناخن(Fake Nails)اور پلکیں

شرعی حکم:

خواتین کے لیے جائز حدود میں رہ کر شوہر کی خاطر زینت اختیار کرنا پسندیدہ ہے، اور غیر محرموں کو دکھانے یا دیگر خواتین کے سامنے فخر ومباہات کی غرض سے زینت اختیار کرنا جائز نہیں ہے، اس کے علاوہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے دیگر ضرورت اور خوشی کے موقعوں میں پرزیب وزینت کرنا منع نہیں ہے۔

لہذا عورتوں کے لیے زینت کی خاطر (انسان اور خنزیر کے بالوں کے علاوہ کی) مصنوعی پلکیں اور مصنوعی ناخن لگانا جائز ہے، بشرطیکہ ان مصنوعی پلکوں سے محض دکھلاوا، یا دھوکا دینا یا خلافِ حقیقت صورت کا اظہار مقصود نہ ہو۔[1]

مصنوعی ناخن و پلکیں اور وضو:

وضو اور غسل کی صحت کے لیے اصلی پلکوں اور ناخنوں تک پانی پہنچنا ضروری ہے۔ چونکہ مصنوعی ناخن اور پلکیں لگانے کے لیے گوند(Glue) یا ایلفی کا استعمال ہوتا ہے جو پانی کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں، لہٰذا:

- وضو اور غسل کے لیے ان پلکوں اور ناخنوں کو نکالنا (Remove کرنا) ضروری ہوگا۔ ان کے اوپر سے کیا گیا وضو یا غسل باطل ہوگا۔[2]

---

[1] -الدر المختار وحاشية ابن عابدين: كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، 372/6 ط: ایچ، ایم، سعید۔

[2] -"وَمِنْهَا غَسْلُ الْيَدَيْنِ إلَى الْمِرْفَقَيْنِ... وَلَا بُدَّ مِنْ إيصَالِ الْمَاءِ إلَى مَا تَحْتَ الْأَظْفَارِ" بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطهارة 11/1 دار الكتب العلمية، بيروت۔

بیوٹی پارلرز کے اخلاقی وشرعی ضوابط

پارلرز میں کام کرنے والی خواتین اور وہاں جانے والی گاہکوں کے لیے بھی شرعی آداب ہیں۔

شرعی نکتہ: نامحرم مردوں کا داخلہ، خفیہ کیمروں کا خطرہ، اور ایسی آرائش کرنا جو باہر نکلتے وقت فتنہ بنے۔

سماجی نکتہ: خواتین کی رازداری (Privacy) کا تحفظ اور پارلر کے ماحول میں حیا کا لحاظ۔

ہیئر ٹرانسپلانٹ (Hair Transplant)

1۔ شرعی حکم اور جواز کی وجہ:

ہیئر ٹرانسپلانٹ کے ذریعے سر پر بال لگانے کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ بال کسی دوسرے انسان کے ہوں تو ان کا لگانا گناہِ کبیرہ ہے، اور انسانی بال لگوانے والوں پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔ اور اگر مصنوعی بال کسی دوسرے انسان یا خنزیر کے نہ ہوں تو ان کا لگوانا جائز ہے (بشرطیکہ ان مصنوعی بالوں سے دھوکا یا خلافِ حقیقت صورت کا اظہار مقصود نہ ہو)۔ تاہم خود اپنے بال ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ لگانے میں اگر سخت تکلیف سے گزرنا پڑے تو محض حصولِ زینت کے لیے ایسا کرنا بھی ممنوع ہے۔

2- فقہِ اسلامی کا آئینہ:

❁ **جدید فقہی فیصلے (مجمع الفقہ الاسلامی):**

جدید مسائل پر عالمی فقہی ادارے کی رائے:

"سر کے گرے ہوئے بالوں کی جگہ دوبارہ بال لگانا (ہیئر ٹرانسپلانٹ) جائز

ہے، کیونکہ یہ اللہ کی تخلیق کو بدلنا نہیں بلکہ اس عیب کو دور کرنا ہے جو بیماری یا کسی اور وجہ سے پیدا ہو گیا ہو"۔[1]

❁ **کتاب النوازل (جدید مسائل):**

"اگر اپنے ہی جسم کے بال دوسری جگہ لگائے جائیں تو یہ بال جوڑنے کے اس زمرے میں نہیں آتا جس پر حدیث میں لعنت کی گئی ہے، کیونکہ وہاں اجنبی بال مراد ہیں"۔[2]

رنگ گورا کرنے والی کریمیں اور انجکشن (Skin Whitening)

انسانی رنگت اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے، لیکن دورِ حاضر میں مصنوعی طریقوں سے رنگ گورا کرنے کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے، جو بسا اوقات "تغییرِ خلق اللہ" اور شدید طبی نقصانات کا باعث بنتا ہے۔

1۔ شرعی حکم اور حدود:

❁ **جواز:** اگر چہرے پر کوئی داغ دھبے (Freckles) یا جھائیاں ہوں تو ان کے علاج کے لیے کریمیں استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ ایک عیب کو دور کرنا ہے۔

❁ **عدمِ جواز:** محض اللہ جل جلالہ کی دی ہوئی رنگت پر عدمِ اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اسے مکمل بدلنے کی کوشش کرنا یا ایسی کریمیں لگانا جن سے جسم کو نقصان پہنچے، ناپسندیدہ ہے۔

فقہی اصول: شریعت میں "لا ضرر ولا ضرار" (نہ اپنا نقصان کرو نہ دوسرے کا) ایک بنیادی قاعدہ ہے۔ اگر کسی بیوٹی پروڈکٹ سے صحت کو یقینی خطرہ ہو تو اس کا استعمال ممنوع ہوگا۔

---

[1] -قرارات و موصیات مجمع الفقه الاسلامی (OIC)، فیصله نمبر: 173 (11/18)، جده، سعودی عرب۔

[2] - کتاب النوازل، 15/325 دار الاشاعت، کراچی۔

غیر مردوں سے بیوٹی ٹریٹمنٹ کروانا

ایک اور جدید مسئلہ بیوٹی کلینکس میں مرد ڈاکٹروں یا عملے سے چہرے یا بدن کی آرائش کروانا ہے۔

❁ **شرعی حکم:**

عورت کے لیے صرف ضرورتِ شدیدہ (بیماری) کی حالت میں مرد ڈاکٹر سے رجوع کی گنجائش ہے، محض زینت اور بیوٹی ٹریٹمنٹ کے لیے نامحرم مرد کو چہرہ یا جسم دکھانا حرام ہے۔[1]

خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ مومنہ کا اصل حسن "تقویٰ" اور "سیرت" کی تابندگی ہے، نہ کہ وہ مصنوعی سفیدی جو زہریلے کیمیکلز کے مرہونِ منت ہو۔ اللہ جل جلالہ کی تقسیم پر راضی رہنا ہی دلی سکون اور حقیقی خوبصورتی کا راز ہے۔

❁❁❁

[1] - رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الاباحۃ 6/370 ایچ ایم سعید۔

خاتمۃ البحث

(حاصلِ مطالعہ)

زیرِ نظر کتاب "زینتِ حوا" میں ہم نے حیا اور حسن کے ان تمام گوشوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جن کا تعلق ایک مسلمان خاتون کی روزمرہ زندگی سے ہے۔ اس پوری تحقیق کا خلاصہ درج ذیل پانچ بنیادی اصولوں پر مبنی ہے:

1۔ زینت کی اصل روح (تقویٰ):

عورت کے لیے مادی زیب و زینت مباح ہے، لیکن اس کی اصل زینت "حیا" اور "تقویٰ" ہے۔ جس طرح جسم کے لیے لباس ضروری ہے، اسی طرح روح کے لیے اللہ کا خوف ضروری ہے۔ اگر ظاہری زینت انسان کو تکبر، نمائش یا معصیت کی طرف لے جائے، تو وہ حسن نہیں بلکہ وبال بن جاتی ہے۔

2۔ اتباعِ سنت میں برکت:

ہم نے دیکھا کہ بالوں کی آرائش سے لے کر مہندی کے استعمال تک، وہ تمام طریقے جو سنتِ نبوی ﷺ اور صحابیاتِ رسول ﷺ سے ثابت ہیں، نہ صرف شرعی لحاظ سے پسندیدہ ہیں بلکہ سائنسی اعتبار سے بھی انسانی صحت کے لیے بہترین ضامن ہیں۔

3۔ اعتدال اور توازن:

اسلام نے نہ تو عورت کو رہبانیت (بالکل زینت ترک کرنے) کا حکم دیا ہے اور نہ ہی اسے فیشن پرستی کی بے لگام آزادی دی ہے۔ شریعت کا منشا یہ ہے کہ عورت اپنے گھر اور شوہر کے لیے "ملکہ" بنے، لیکن بازاروں اور نامحرموں کے لیے "نمائش کا نمونہ" نہ بنے۔

4۔جدید ٹیکنالوجی اور شرعی بصیرت:

پلاسٹک سرجری، لیزر، اور ایکریلک ناخنوں جیسے جدید مسائل ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ ہر نئی چیز قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ ایک مومنہ کو چاہیے کہ وہ کسی بھی جدید طریقے کو اپنانے سے پہلے اس کے شرعی اثرات (وضو و غسل) اور طبی نقصانات (کینسر، انفیکشن وغیرہ) کو ضرور مدنظر رکھے۔

5۔اللہ کی تخلیق پر رضا:

حقیقی خوبصورتی اللہ جل جلالہ کی دی ہوئی فطری ساخت میں ہے۔مصنوعی پیوندکاری (ٹیٹو، بالوں کا جوڑنا) اور غیر فطری تبدیلیوں کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اپنی اصل ہیئت پر راضی رہنا ہی ذہنی سکون اور بندگی کا تقاضا ہے۔

دعائیہ کلمات:

اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ وہ اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور خاص طور پر میری بیٹیوں کے لئے اور عمومی طور اسے مسلم خواتین کے لیے صراطِ مستقیم پر چلنے اور حیا کے اسلامی معیار کو اپنانے کا ذریعہ بنائے۔(آمین)

خاکپائے اکابر

صابر محمود عفی اللہ عنہ

01358800032

تعارفِ مؤلف

(ایک طالبِ علمِ دین کی سرگزشت)

میرا سفرِ حیات علم کی جستجو اور خدمتِ دین کی تمناؤں سے عبارت ہے۔ نام صابر محمود ہے، اور جنم بھومی گلگت بلتستان کا وہ خطہ ہے جہاں کی فضاؤں میں پاکیزگی اور پہاڑوں میں استقامت ہے۔ 1985ء میں جمعیت علماء اسلام گلگت کے مخلص رہنماء، انجمن تاجران کے جی بی کے صدر محترم جناب حاجی جمعہ خان زرگر صاحب دامت برکاتہ کے آنگن میں زندگی کی پہلی سانس لی۔

تعلیمی نشوونما: ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر گلگت میں مکمل کرنے کے بعد، علم کی پیاس مجھے عروس البلاد کراچی کھینچ لائی۔ یہاں 2002ء میں ملک کے عظیم دینی و علمی مرکز جامعہ فاروقیہ کراچی میں داخلہ لیا۔ یہ وہ گلستاں تھا جہاں شیخ الکل شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر کی سرپرستی میسر آئی۔ 2010ء میں یہاں سے علومِ اسلامیہ (تفسیر، حدیث اور فقہ) میں امتیازی نمبرات کے ساتھ سندِ فراغت حاصل کی۔

علمی پیاس اور اساتذہِ کرام

میرا علمی خمیر ان عظیم ہستیوں کی صحبت میں تیار ہوا جن کے نام نامی برِصغیر کے علمی افق پر سورج بن کر چمک رہے ہیں۔ بندہ نے شیخ الحدیث علامہ سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے "صحیح بخاری" سمیت صحاحِ ستہ کی کتب پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

علاوہ ازیں، جن دیگر جلیل القدر مشائخ کے خوانِ علم سے خوشہ چینی کا موقع ملا۔

جن جلیل القدر مشائخ کے خوانِ علم سے خوشہ چینی کا موقع ملا، ان میں مولانا محمد انور صاحب، شہیدِ اسلام مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبید اللہ خالد

صاحب،مولانا محمد یوسف افشانی صاحب،مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب،مولانا نور البشر صاحب، مولانا ابن الحسن عباسی صاحب ، مولانا محمد عظیم صاحب ، مولانا اسد اللہ صاحب،مولانا ادریس سومرو صاحب (حفظھم اللہ) شامل ہیں۔

اجازتِ حدیث: تدریس و تالیف کی اس راہ میں مجھے دنیائے اسلام کی عظیم علمی شخصیات سے سند و اجازتِ حدیث کا شرف بھی حاصل ہے،جن میں: شیخ الکل شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ،اور دیگر تمام اساتذ کرام ہیں جن سے شرف تلمذ کے ساتھ ساتھ اجازت حدیث بھی ملی اور ان حضرت اساتذہ کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (حفظہ اللہ) حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) شامل ہیں،جن کی دعائیں اور اجازت میرے لیے زادِ راہ ہیں۔

تدریسی و علمی خدمات:

فراغت کے فوراً بعد ترویجِ دین کے جذبے کے تحت ایک سال تبلیغی جماعت میں گزارا،جس نے علم کو عمل اور دعوت کے سانچے میں ڈھالنے کا سلیقہ سکھایا۔تدریس کا آغاز اپنے شفیق استاد، شیخ القرآن حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب کی زیرِ نگرانی جامعہ صدیقیہ سے کیا۔ بعد ازاں، جامعہ انوار العلوم (ملیر، کراچی) میں بطور استاذ الحدیث اور رفیق دارالافتاء ذمہ داریاں سنبھالیں، جو تا حال جاری ہیں۔اس دوران اس طالب علم زیر درس درجہ ذیل کتب رہی:

❁ شرح معانی الاثار ❁ مسند امام اعظم ❁ مؤطا امام مالک ❁ مؤطا امام محمد ❁ ہدایہ ثانی ورابع ❁ حسامی ❁ نورالانوار ❁ قدوری ❁ سراجی ❁ مختارات ❁ حماسہ ❁ کنز الدقائق ❁ زاد الطالبین و معلم الانشاء وغیرہ جیسی عظیم کتب پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ساتھ ہی جامع مسجد قباء (غازی ٹاؤن، کراچی) میں امامت و خطابت کے ذریعے عوام الناس کی اصلاحی وابستگی کا موقع بھی میسر ہے۔

قرطاس وقلم سے رشتہ:

تحریر وتصنیف میرے نزدیک محض فن نہیں بلکہ ابلاغِ دین کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ میری کوشش رہی کہ درسِ نظامی کی پیچیدہ کتب کو سادہ، مدلل اور عام فہم اردو میں پیش کروں تا کہ طلبہ واساتذہ کے لیے علمی گتھیاں سلجھانا آسان ہو۔میری کچھ علمی کاوشیں درج ذیل ہیں:

تصانیف: بندہ کی مشہور تصنیفات درجہ ذیل ہیں:

❁ درس مسند امام اعظم شرح مسند امام اعظم ❁ آسان اصطلاحات ❁ تجلیات شرح مختارات ❁ تبیین الآ ثار شرح کتاب الآ ثار ❁ تذکرہ شیخ الکل مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ❁ آداب سفر ❁ شعبان معظم ❁ متاعِ جاں: وقت کی قدر اور اسلاف کا ذوق ❁ تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ❁ قربانی کے فضال ومسائل ❁ آداب زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ❁ اسیران جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ❁ نماز نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گلدستہ ❁ خطبات جمعہ ❁ فیضُ الانوار شرح نورُ الانوار ❁ تیسیر الحماسہ ❁ غیر معتبر روایات کے انتشار کے اسباب اور اس کی سد باب کی ہیں ❁ جدید مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ❁ زینت بن حوّا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس حقیر سی خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے میرے اور میرے والدین، خاندان والوں کے لیے توشہِ آخرت بنائے۔آمین۔

مفتی صابر محمود عفی اللہ

فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

استاذ الحدیث ورفیق دارالافتاء جامعہ انوار العلوم ملیر کراچی

03158800032